گھاٹ پانی پیتے ہین اور خلقت اُنکے اخلاق اور پرورش کے سہارے سے دُنیا مین ہے جہان مین
سخاوت اُنکی عالمگیر اور عالم مین وسیلہ اُنکا اکسیر ہے اگر اُنکے عمل مین کوئی فریب سے جھوٹ کو سچ کے
ساتھ ملاوے تو انصاف اُنکا صاف دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دکھائی روشنی اُنکے اقبال
کی چارون طرف ایسی پھیلی ہے کہ چاند کی چاندنی اُسکے سامنے میلی ہے حاکم امیر
حاتم منظر نواب مستطاب جناب ایل جیمس ٹامس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور سے حکم پہنچا
کہ انشاء مختصر کہ لڑکے اُسکو سمجھ سکین اور اُس سے لکھنے پڑھنے کی تعلیم پاوین اُردو مین طیار ہو
ہر چند کہ فقیر کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہین کہ اگر کسی نظم خواہ نثر فارسی کی فرمایش ہوتی
تو وہ زیادہ تر مناسب حال فقیر کے تھی لیکن بجالانا حاکم کے حکم کا جانکر اور یہی اوراق لکھکر اُسکے
چار باب مقرر کیے اور بہار بیخزان اُسکا نام رکھا پہلا باب نظم و نثر کے بیان مین دوسرا
باب بعضے دستورات اور خطوط کے قاعدون کے بیان مین تیسرا باب رقعات مین چوتھا
باب مین دستاویزون کا حال اور ہر ایک کی مثال کہ جاننا اُسکا لڑکون کو ضرور ہے خدا
قبول فرماوے اور لڑکون کو نفع اُس سے پہنچاوے

پہلا باب نظم اور نثر کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جو لفظ معنی دار زبان سے نکلے اُسکو کلمہ کہتے ہین جیسے آنا جانا کھایا پیا زید عمرو
اور جسمین دو کلمہ یا دو سے زیادہ ہون اُسکو کلام کہتے ہین جیسے زید نے دیکھا اور خالد نے کھانا کھایا پھر
یہ کلام دو حال سے خالی نہین نظم ہوگا خواہ نثر اب اِن دونون کا بیان دو فصلونمین لکھے دیتا
ہون **پہلی فصل** ہر چند کہ نظم کے قواعد بہت طول اور طویل اور مشکل ہین لیکن یہان سہل
سہل باتین جو سمجھ مین آئین اور جاننا اُسکا مبتدیون کو ضرور ہے لکھی جاتی ہین نظم اُس کلام
کو کہتے ہین جو وزن اور قافیہ رکھتا ہو اگر یہ ایک ہی فقرہ کسی وزن پر پایا جاے تو اُسکو مصرع
کہتے ہین جیسے مصرعہ دل تری زلف مین اسیر ہوا * اور اگر دو مصرع ہون تو اُسکو شعر اور
بیت اور فرد کہتے ہین جیسے شعر گلگیر نے کاٹ کر سر شمع * پروانے سے شب جلی کٹی کی * اور

نظم کی دس قسمین ہین غزل قصیدہ تشبیب قطعہ رباعی فرد مثنوی ترجیع بند مسمط مستزاد غزل لغت مین عورتون سے بات کرنی اور عورتون کی باتون اور عورتون کے عشق کی باتون کو کہتے ہین اور شاعر غزل اُس نظم کو کہتے ہین جسمین عشق اور محبت اور معشوق کے حُسن اور جمال اور جُدائی کے قلق اور رنج اور وصل کی خوشی کا احوال ہو غزل مین پہلے شعر کے دونون مصرعون کا قافیہ برابر ہوتا ہی اور اُسکو مطلع اور دوسرے شعر کو زیب مطلع اور حُسن مطلع کہتے ہین اور اخیر کے شعر مین شاعر کا نام جسکو تخلص کہتے ہین ہوتا ہے حال کے شاعر مقطع مین اپنا تخلص ضرور لاتے ہین اگلے شاعرون کو اسکی کچھ قید نہ تھی اور غزل مین شعر کا مضمون علیحدہ اور مختلف ہوتا ہے یعنے جائز ہی کہ اگر مطلع مین وصل کا حال باندھین تو زیب مطلع مین جُدائی کا ملال بیان کرین عربی مین مرد کا عشق عورت کے ساتھ اور فارسی مین مرد کا عشق امرد کے ساتھ اور کبھا کبھا مین عورت کا عشق مرد کے ساتھ باندھتے ہین اُردو زبان مین اکثر فارسی ہی کی پیروی ہوتی ہی مگر کبھی عربی کے طور پر مرد کا عشق عورت کے ساتھ بھی بیان کرتے ہین اور اصل تعریف غزل کی یہی ہے کہ اُسمین مضمون عشق کا ہو اور اب لوگ شراب اور کباب اور وعظ اور نصیحت اور معرفت کی مضمون بھی باندھا کرتے ہین اور نئی طرح ایک اور بھی نکلی ہے کہ اپنے معشوق کو دوسرے کا عاشق ٹھہرا کر کچھ اُسکی بیتابی کچھ اپنا رشک کچھ اور چھیڑ چھاڑ کی باتین لکھتے ہین اُس سے عجیب عجیب لطف اور بہت مزہ حاصل ہوتا ہی محققین کے نزدیک غزل پانچ شعر سے کم نہین ہوتی اور گیارہ شعر سے زیادہ نہین پر اس زمانے مین سترہ اور اُنیس اور اکیس بلکہ اس سے بھی زیادہ کہتے ہین لیکن بعضی اگلے شاعرون کے نزدیک ایک غزل کی تعداد کم سے کم تین شعر اور انتہا پچیس شعر ہے مثال اُسکی

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا
داغ ہون رشکِ محبت سے کہ اتنا بیتاب	کِسکی تسکین کے لیے گھر سے تو باہر نکلا
جیتے جی آہ ترے کوچے سے کوئی نہ پھرا	جو ستمدیدہ رہا جاکے سو مر کر نکلا
اشکِ تر قطرۂ خون لختِ جگر پارۂ دل	ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا
ہمنے جاناتھا لکھیگا تو کوئی حرف اے میر	پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

قصیدہ لغت مین گاڑھے مغز کو کہتے ہین اور شاعر اُس نظم کو قصیدہ کہتے ہین جسمین ایک مطلع خواہ
دو مطلع یا اُس سے زیادہ ہون اور شعر اُسکے پندرہ ۱۵ سے کم نہون انتہا ستر شعر تک بعضون کے نزدیک
تعداد اُسکی کم سے کم پچیس ۲۵ شعر اور انتہا ایک سو شعر تک ہے اور عرب کے شاعر پانسو شعر کا بھی قصیدہ لکھتے
ہین اور بعضے فارسی کے شاعر ایک سو بیس شعر قصیدے کی حد مقرر کرتے ہین لیکن اب تک اُردو فارسی کے
قصیدے مین دو سو شعر ہوتے ہین اور قصیدے مین قید کچھ اس بات کی نہین ہوتی کہ صرف عشق
اور محبت اور معشوق کے حسن و جمال ہی کا اسمین بیان ہو بلکہ کبھی تمہید مین بہار اور گلزار کی
تعریف ہوتی ہے تو اُسکو بہاریہ اور معشوقون کی صفت اور جُدائی کے حال مین ہو تو عشقیہ
اور گردش کی شکایت ہو تو حالیہ اور اپنی تعریف مین ہو تو فخریہ کہتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ
آخر مین جو حرف واقع ہوتا ہے اُسی حرف کے ساتھ قصیدے کو نسبت دیتے ہین اگر جیم ہو تو جیمیہ
اور لام ہو تو لامیہ اور میم ہو تو میمیہ کہتے ہین اور کبھی قصیدے کا نام اسکے رتبے پر لحاظ کرکے رکھتے ہین
چنانچہ فقیر کے ایک قصیدۂ فارسی کا نام الہامیہ ہے جسکا ہر ایک شعر صفت خال مین لکھا گیا
اور دوسرا قصیدہ شمسیہ ہے جسکے ہر شعر کی ردیف آفتاب ہے اور جس قصیدے مین دو مطلع سے
زیادہ ہون تو اُسکو ذو المطالع کہتے ہین اور جب قصیدے کی ابتدا مین کچھ شعر بہار کی وصف یا زمانے
کی شکایت خواہ عشق اور حسن وغیرہ کے بیان مین لکھکر مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور مدح
یا ہجو جو منظور ہو لکھا چاہتے ہین تو گریز اور حسن تخلص و تخلیص کہتے ہین گریز اسوجہ سے کہ جسمین
بیان کو اصل مطلب کے پہلے شروع کیا وہان سے بھاگ کر مدعا بیان کرنے لگا اور حسن تخلص بھی اسی وجہ
سے کہ جس بیان مین اصل مطلب سے پہلے پھنس گیا تھا وہان سے خوبصورتی کے ساتھ خلاصی حاصل
کرکے مطلب پر پہنچا اور اُس ارادے پر ایک اشارہ معقول بھی کر دیا کرتے ہین اور ممدوح کو ایک ہی
قصیدے مین غائب فرض کرکے مدح کرتے ہین پھر خطاب سے آگے مخاطب کے طور پر تعریف کرتے ہین اور
اِس ارادے پر بھی اشارہ کرنے کا معمول ہے اور آخر قصیدہ جو مدح مین لکھا جاتا ہے دعاے ممدوح سے خالی
نہین ہوتا اُس مقام کو دعائیہ کہتے ہین اور ایک بات اور بھی ہوتی ہے کہ دعا شرط کے ساتھ ادا کرتے ہین

اسطرح کہ تیرا اقبال رہے جبتک زمین و آسمان رہے اسکو شرطیہ کہتے ہین اور بعضے صرف دعائیہ

مثال اس قصیدے کی جو تشبیب کے ساتھ ہے انتخاب کے طور پر

ید قدرت لقب ہے میرے کلک گوہر افشان کا
بیاض صنع اک سادہ ورق ہی میرے دیوان کا
سحاب ملک جان ہون گر مین برسون کشت گردون پر
روان ہو جوی خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا
دلون مین شاعرون کے گوہر معنی نہ پیدا ہون
نہ ٹپکے گر صدف مین انکی قطرہ میرے نیسان کا
نیابت اپنی بخشی مبدا فیاض نے مجکو
زمین تا آسمان ممنون ہے میرے بذل و احسان کا
مرے زیر قدم ہے تخت شاہی حسن و لایت مین
وہان کے دام و دد کو عار ہے منصب سلیمان کا
رہا مین دہر مین اندیشۂ آسیب سے امین
گہر کو کیا خطر ہے لطمۂ گرداب عمّان کا
مری خاک قدم سے تاج خسرو استعارہ ہے
مری نعلین کو دے نعلبندی تاج سلطان کا
جسے کہتے ہین سب فردوس پائین باغ ہی میرا
مجھے ہے مفت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا
فنا فی المرتضی کے رمز سے جسکو ہو آگاہی
مقام اس شخص پر ہے کشف میری عزت و شان کا
عروس دین کو میرے عقد سے سو سو تفاخر ہی
شہیدی منقبت خوان ہون جناب شاہ مردان کا

ایضاً

مرا سینہ ہے بیتہ بود و باش شیر یزدان کا
فضاے لامکان ہے قرب ہے میرے نیستان کا
جو پوچھا مین نے اسکا مرتبہ پیر طریقت سے
بتایا کان مین مجکو علی ہے نام یزدان کا
بتون کے توڑنے مین اسکا ابراہیم ہمسر تھا
اگر ہوتا نہ زیر پا کتف شاہ رسولان کا
تو وارد کے یہ معنی جب لکھا شعر اسکی مدحت مین
مرے مضمون سے مضمون لڑ گیا ہی نظم قرآن کا
بہت دشوار تھا دیوار کیونکر پھاندتی امت
اگر وہ در نہوتا مصطفے کی شہر عرفان کا
شرف حاصل ہوا ہے کعبے کو اسکی ولادت سے
پرستش گاہ محشر تک ہے کا ہر مسلمان کا
حقیقت جزو کل کی آپ پر یا شاہ روشن ہے
کہون کیا حال اپنے حسرت و درد فراوان کا
نہ اک لحظہ مے گلرنگ پی گر مین نے مستی کی
نہ اک لمحہ رہا نظارگی مین روے خندان کا

ولیکن مجکو لطفِ عام سے امید واثق ہے	کروگے جبر وم مین تم برے صد سا نقصان کا
تصوّر آپ کی صورت کا وقتِ نزع مجکو ہو	مرا ماتم سرا مشرق بنے مہرِ درخشان کا
شہیدی مصطفےٰ کا لاڈلا حیدر کا پیارا ہون	مجھے کیا خوف ہے بردہ ہون مین شاہِ شہیدان کا

تشبیب لغت مین جوانی کے دنون کا مذکور اور عشق کا حال بیان کرنے کو کہتے ہین اور شاعرون کے نزدیک تشبیب اُسکا نام ہے جو قصیدے مین چند اشعار تمہید کے طور پر مدح یا ہجو سے پہلے لکھے جاتے ہین اور شاید پہلی ہی عادت ہو کہ اُن شعرون مین مضمون عشقیہ ہی لکھتے ہون لیکن اب اسکی قید باقی نہین رہی بہار خواہ حُسن یا عشق اور جس طرح کے شعر جس بیان مین ہون اُسکو تشبیب کہتے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ تشبیب حقیقت مین قصیدے سے متعلق ہے گویا کہ اُسکا دیباچہ اور جزو قصیدہ ہے اس صورت مین قسم علٰحدہ نہ ٹھہری بلکہ قصیدے کے شمار مین ہے لیکن مجمع الصنائع اور اکثر کتابون مین اُسکو قصیدے سے علٰحدہ لکھا ہے مثال اُسکی قصیدے کی مثال مین آچکی ہے فائدہ جو قصیدہ تشبیب کے ساتھ نہو اور اُسمین پہلے ہی سے مدح خواہ ہجو شروع کردین اُسکو مجرد اور جسمین تخلص یعنی گریز نہو اُسکو مقتضب کہتے ہین جیسا کہ اِس قصیدے مین ہے اور خود شاعر اشارہ اس بات کا کرتا ہے

قصیدۂ مجرد کی مثال انتخاب کے طور پر

طلوعِ روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا	ظہورِ حق کی حجت ہی جہان مین نورِ احمد کا
دبستانِ ازل مین وہ معلّم عقلِ کُل کا تھا	نہ تھا نام و نشان جن روزون اس لوحِ زبرجد کا
چمن پیرا کُن فرّاش اُسکی بزمِ رنگین کا	بہارِ آفرینش ایک بوٹا اُسکی مسند کا
عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر پر آیا	عرب مین شور اُٹھا جسدم کہ اُسکی آمد آمد کا
شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اُس سے	نہ تنہا فخرِ عالم فخر تھا اپنے اب وجد کا
شب و روز اُسکے صاحبزادون کا گہوارہ جنبان تھا	عجب کچھ حب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا
وہ اس عالم مین روح بخش تھا جو رونکی تسکین کو	گیا جنت مین طوبیٰ بنکے سایہ اُس سہی قد کا

شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اُتر آیا
بیان اُس قلزمِ معنی کا کیا ہو جو خدا و [illegible] کا

گذر و حد سے کثرت مین نہوتا ذاتِ مطلق کو
نہ بنتا صفر گر نقشِ احد پر میمِ احمد کا

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق سے شامل
خواص ہی نہ خم کبریا مین تھا حرفِ شد کا

خدا ان مانگے کیا کیا نعمتین دیتا ہے بندون کو
ترا دستِ عطا ضامن ہے جیسے کل کے مقصد کا

پھٹینگے مثلِ تقویمِ کہن دیوان ہزارون کے
ہوا عالم مین شہرہ میرے اشعارِ [illegible] کا

ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب
میسر ہو طواف ای کاش مجکو تیرے مرقد کا

کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملون آنکھین
کبھی مین دور بیٹھون اور کرون نظارہ گنبد کا

مدینے کی زمین کے گر نہ لائق ہو مرا لاشہ
کسی صحرا مین رہ جا کے مین خورش ہون دام او ردد کا

تمنا ہے درختون پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

خدا منھ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا

قطعہ لغت مین کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہین اور شاعرون مین قطعہ اُن شعرون کا نام ہے کہ مثل غزل اور قصیدے کے ایک ہی وزن اور قافیے پر ہون لیکن مطلع نہو کس واسطے اگر مطلع ہو تو موافق حدِ معین کے اُسکو غزل کہین گے یا قصیدہ اور قطعہ دو شعر کا بھی ہوتا ہے زیادہ کیواسطے کچھ حد مقرر نہین اور اُسکے مضمون مین ایک شعر کا علاقہ دوسرے شعر کے ساتھ ہوتا ہے اس صورت مین قطعہ علٰحدہ بھی ہوتا ہے اور غزل اور قصیدے مین اگر دو یا تین شعر خواہ اُس سے زیادہ ایک دوسرے سے متعلق ہون تو اُسکو قطعہ کہین گے مثال اُسکی

قطعہ

قسمت کیا ہر ایک کو قسامِ ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

پھیر کر مجھسے وہ منھ بیٹھا تھا کل جیسے تھا
مجکو تو جانے مین نے بھی جہان دیکھا ہے

مین بھی منھ پھیر کے اُس سمت سے یون کہنے لگا
ہاے آج ایسا ہی محبوب جہان دیکھا ہے

جسکے دیکھے سے نہ کچھ ہوش ہے باقی نہ حواس
کیا کہین ہمتے کہ اک آفتِ جان دیکھا ہے

جو ہین نکلا یہ زبان سے مری بس وہ ہین وہ شوخ	ایک بیک بول اُٹھا کہیے کہان دیکھا ہے
مجکو تو چھیڑ ہی منظور تھی آئینہ اُٹھا	ہنس کے کہنے لگا لے دیکھ یہان دیکھا ہے

رباعی چار مصرعون کا نام ہے کہ پہلے اور دوسرے اور چوتھے کا قافیہ ایک ہو اور تیسرے مصرع کا قافیہ اُس وزن پر ہونا ضرور نہین ہے اور اُسکو چومصرعی اور دوبیتی بھی کہتے ہین اُستادون سے دریافت ہوا ہے کہ رباعی کا چوتھا مصرع نہایت دلچسپ چاہتا ہے کہ اُس سے ساری رباعی مین جان پڑجاتی ہے اور اگر وہ مصرع دلچسپ نہوے تو اُسکا حال بے نمک کھانے کا سا ہے اور رباعی کو چوبیس وزن خاص مقرر ہین جائز ہے کہ اُن اوزان مین سے ایک چارون مصرع ہون یا ہر مصرع اُن اوزان مین سے ایک ایک وزن پر ہو لیکن اگر اُس خاص وزن پر نہو گا تو اُسکو عروض والے رباعی نہ کہینگے اگرچہ عوام ناواقف سے اُسکو رباعی کہتے ہون مثال اُسکی رباعی

جب پاس وفا اُسے ہمارا نرہا	ہمکو بھی خیال دوستی کا نرہا
قربان مین کس ادا سے کہتا ہون تمھین	اتنے ہی مین عاشقی کا دعوی نرہا
کیا خوار و زبون کیا وفا نے مجکو	کونے مین بٹھا دیا حیا نے مجکو
نظرون سے بتون کی گر پڑا تھا مومن	صد شکر اُٹھا لیا خدا نے مجکو

فرد دو مصرع ایک شعر کو کہتے ہین خواہ دونون مصرع کا قافیہ موافق ہو یا مخالف یہان سے معلوم ہوا کہ فرد کیواسطے یہ بات ضرور نہین ہے کہ شاعر جب ایک ہی شعر کہے تب اُسکو فرد کہینگے بلکہ غزل خواہ قطعہ یا قصیدہ یا مثنوی کا بھی اگر ایک شعر لکھا یا پڑھا جاوے تو وہ بھی فرد ہے اور اُسکو بیت بھی کہتے ہین لیکن بعضون کے نزدیک فرد اُسی شعر کو کہنا چاہیے جو تنہا ایک ہی شعر ہو اور بیت اُسکو کہتے ہین جو قطعہ اور غزل اور قصیدے کا کوئی شعر ہو خواہ تنہا ہو پس فرد خاص ہے اور بیت عام مثال اُسکی

ڈسا ہو کالا نے جسکو ظالم تو وہ فسونگر سے کھیلے	دہان وکاکل کا تیرے مارا نہ منتر سے بولے نہ سر کھیلے
ہجر کی شب تھا سیہ خانہ مرا ایسا مہیب	چاندنی اُتری نہ ماے خوف کی دیوار سے

مثنوی اُس نظم کو کہتے ہین کہ کچھ اشعار کہ جنکی تعداد کی کوئی حد مقرر نہین ہے اُن اوزان مین سے

جو مثنوی کے لیے مقرر ہین ایک وزن خاص کے لکھے جائین اور دو دو مصرعونکے قافیے متفق یعنی ہر شعر کا قافیہ علیحدہ اور مختلف ہو جیسے اُردو مین مثنوی میرحسن اور میر تقی کی اور بہت مثنویان مشہور ہین اور فارسی مین بوستان اور سکندر نامہ اور یوسف زلیخا اور نلدمن وغیرہ **مثال اُسکی مثنوی سے**

پھی رفرجو اُسکے سایا نہ تھا ۔ کہ رنگ دوئی وان تک آیا نہ تھا
نہونے کے سایے کا تھا یہ سبب ۔ ہوا صرف پوشش مین کعبے کی سب
جہان تک کہ تھے یانکے اہلِ نظر ۔ سیہ مایۂ نور کحل البصر
سبھون نے لیا پتلیون پر اُٹھا ۔ زمین پر نہ سایے کو گرنے دیا

ترجیع بند لغت مین پھیرنے کو کہتے ہین اور شاعرونمین اُس نظم کو کہ چند شعر غزل کے طور پر مع مطلع کے ایک وزن اور قوافی مین لکھکر ایک خانہ قرار دین اُسکے بعد ایک مطلع دوسرے قافیہ پر کہ معنی مین ان اشعار سے کچھ علاقہ رکھتا ہو داخل کرکے بند کے طور گرہ دین تب دوسرا خانہ اسیطرح دوسری غزل کے طور دوسرے قوافی مین لکھکر مطلع کے ساتھ تضمین کرین اسیطرح خانہ بخانہ جس طرح چاہین بند لکھتے جائین پھر اگر بند کا مطلع جو بعد غزل کے داخل کرتے ہین ایک ہی ہر بند مین مکرر آتا ہے تو اُسکو ترجیع بند کہتے ہین اور اگر بند کا مطلع مختلف ہو تو اُسکو **ترکیب بند** بولتے ہین اور یہ مطلع ترکیب بند کا جائز ہے کہ ہر مطلع کا قافیہ علیحدہ ہو یا سب ایک قافیے پر ہون اور یہ جو بعضون نے لکھا ہے کہ قوافی ہر مطلع کے علیحدہ ہون تو جمع کرنے سے مثنوی ہو جائین اور موافق ہون تو سب ملکر ایک خانہ ہو جائین اسمین گفتگو ہے کسواسطے کہ وے سب مطلع بند کے اگر قوافی مین مختلف ہون اُسوقت البتہ مثنوی ہو سکتی ہے جب اصل وزن ترجیع بند کا اوزان معینہ مثنوی مین سے کسی وزن خاص پر ہوگا اور یہ قید کسی کتاب مین دیکھی نہین گئی کہ ترجیع بند اوزان مخصوصہ مثنوی مین سے ایک وزن خاص پر ہونا چاہیے اور دوسرا امر کہ سب متحد القوافی ملکر ایک ہی خانہ ہو جائین کبھی ممکن ہی نہین ہے کسواسطے کہ ترجیع بند کی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر خانی کے شعر مثل غزل کے ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ غزل مین صرف مطلع کے دو مصرع ایک قافیہ پر ہوتے ہین باقی اشعار کا صرف مصرع ثانی اُسی قافیے پر آتا ہے اس صورت مین وے سب مطلعے جو ایک قافیے پر ہونگے

جمع کرنے سے سب کے سب ایک قافیے پر مطلع ہونگے غزل کی صورت نہیں پیدا کر سکتے اور جب ال نہیں ہو سکتی تو ترجیع بند کا ایک خانہ سب مل کر کیونکر بن جائیں گے مثال ترجیع بند کی

ترجیع بند

تو چھوڑ کے مجھے چلا گیا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز
لینے نہیں میرے کام کا دل
دیتا ہوں دم ایسے فتنہ گر پہ
تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
گھونٹے ہی گلے کو کوئی ہمدم
کس آفتِ جاں سے لگا دل

افسوس کہ میرے پاس تھا دل
کیوں دعوئ دلربائی اتنا
انصاف سے دیکھنا برا دل
کیسی مری جان پر بن آئی
کیا بات کروں کہ ہے خفا دل
اے مونسِ غمگسار مردم

ہے اُس سے زیادہ بیوفا دل
یہ دشمنِ جان تمھیں مبارک
مائل اِدھر آپ ہی ہوا دل
اِس چشم نے کر دیا خراب آہ
اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل
اے محرمِ راز کیا کہوں میں
کیا پوچھے ہے کیونکہ لگیا دل

آن شوخ جہان ربود از من
گویا کہ دلم نہ بود از من

پردے میں ہے رشکِ ماہ میرا
ہے مقبرہ خوابگاہ میرا
اس سدِّ سکندری کو توڑو
ہے شوقِ ستم گواہ میرا
اے دستو ہاتھ سے چلا میں
خود جرم ہے عذر خواہ میرا
ناصح انصاف تو ہی کر یار
گویا کہ دلم نہ بود از من

کیونکر نہ ہو دل سیاہ میرا
بس آپ میں آؤ تم کہ شاید
آئینہ ہے سنگِ راہ میرا
دیکھا تو نے کہ رنگ بدلا
قابو میں نہیں دلِ آہ میرا
اے چارہ گر اب تو چھینک تدبیر
دل دینے میں کیا گناہ میرا

کیا مرنے کے بعد پاؤں پھیلکے
ہو دل میں گذار گاہ میرا
میں کشتۂ شہید بے دیت ہوں
اے شوخِ فسوں نگاہ میرا
مرنا نہیں اختیار کی بات
ہے حال بہت تباہ میرا
آن شوخ جہان ربود از من

اور فارسی میں ترجیع بند حضرت شاہ علاؤالدین محمد صال رحمۃ اللہ علیہ کا جسکے ہر بند کا یہ مطلع کہ بچشمان دل مبین جز دوست * ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست * مکرر آیا ہے مشہور اور معروف اور ایسا مقبول ہے کہ کوئی لڑکا اسکے پڑھنے سے محروم نہ رہا ہوگا مثال ترکیب بند کی

ترکیب بند

دل کس طرح سے یہ بھی چلی جان کو کیا ہوا
دم میں نہیں ہے دم مرے جانان کو کیا ہوا

سر پٹکتا ہی شانہ ترا دونون ہاتھ سے
اُس دستِ شانہ پنجۂ مرجان کو کیا ہوا
دل مین شکن ہے زلف مسلسل بکھر گئی
کچھ زخم ہے خرد ہی نمکدان کو کیا ہوا
گردش سے اپنی ناز ہی پھر روزگار کو
اُس شوخ نظر کی جنبشِ مژگان کو کیا ہوا

کیا جانئے تری زلف پریشان کو کیا ہوا
شبنم بکھری ہے جانب خورشید التفات
برہم ہے حال گل کا تو پہچان کو کیا ہوا
بوی قبای یوسفِ گل ہے نسیم مین
اُس چشمِ رشکِ فتنۂ دوران کو کیا ہوا
کتان ہے سینہ چاک رخِ ماہ دیکھکر

پیتی ہے اپنا خون دل افسوس ہے حنا
شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا
لذت فزا نہین الم اُس لب کو کیا بنی
اُسکے شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا
دعوی ہی شوخیونکا غزالانِ دشت کو
اُس وحشی غیرت مہ تابان کو کیا ہوا

عیبِ حجابِ شمع رخان جہان گیا
وہ مہر آسمان نکوئی کہان گیا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جا کر روئیے
وہ قدردان شکوہ بیجا نہین رہا
کس سے نباہیے کہ سوا اوقات کی
وہ پردہ چشم سوز تماشا نہین رہا

وہ حسن جس سے عشق ہو ہو نہین رہا
اے چرخ چاہیے سے رہی مہر و مہ کو کیا
وہ شمع روی انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے لے شوق ہمکنار
دنیا مین ہائی نام وفا کا نہین رہا
اُس عین نور حسن کو کیونکر نہ روئیے

حیف اپنی تلخکامی شوریدہ طالعی
جیا ہین لیے کہ روز تمنا نہین رہا
دل مین جگہ نہونیکا کس سے گلا کرون
وہ خوش گلو و سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسکو نہ دیکھیے
آنکھون مین جو رہے کوئی ایسا نہین رہا

ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سی تھی
یہ آب و تاب حسن اُسی سہ کی دم سی تھی

مسمط تسمیط لغت مین موتی پرونے کو اور مسمط پروئے ہوئے موتیون یعنی موتیون کی لڑی کو کہتے ہین اور شاعرونمین مسمط اُس نظم کا نام ہی کہ پہلا ایک بند کئی مصرع کا ایک وزن و ردیف قافیہ پر لکھا جا کر پھر دوسرے بند کا آخری مصرع اُسی قافیہ پر آتا جائے اور باقی مصرع اور قوافی پر ہون اسی طرح تیسرا اور چوتھا بند او جسقدر چاہین اور یہ بند تین مصرع سے کم اور دس سے زیادہ نہین ہوتا ہی پس اگر تین ہی مصرع کا بند ہو تو اُسکو مثلث اور چار مصرع کا ہو تو مربع اور پانچ کو مخمس اور چھ کو مسدس اور سات کو مسبع اور آٹھ کو مثمن اور نو کو متسع اور دس کو معشر کہتے ہین اُردو مین مربع اور مخمس کی رواج زیادہ ہے باقی کم بیان سمجھنے کے واسطے ہر ایک قسم کے دو دو بند علٰحدہ علٰحدہ لکھے جاتے ہین

مثلث کی مثال

مثلث

یہ زمانہ بھی عجب طرفہ رکھا ہی سفلہ پرست
ابلہا نرا ہمہ شربت ز گلاب و قند ست
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم

بوم ہی نغمہ سرا بلبل مسکین نالان
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

یہ مثال اُس تضمین کی ہی کہ غزل کو ایک مصرع بڑھا کے مثلث کیا ہی اور کبھی بدون تضمین کے بھی ہوتا ہی مثال اُسکی

برقع جو اپنے منہ سے صنم نے اُٹھا دیا
سبکو خدا کے نور کا جلوہ دکھا دیا
سجدے کو مہر و ماہ نے بھی سر جھکا دیا

یوسف کا حسن قصہ پارینہ ہوگیا
دل اُسکے عکس رخ سے آئینہ ہوگیا
قامت نے اُسکے فتنہ محشر جگا دیا

مربع کی مثال

اُسکو مجرا ہے جو کہتا زار آگے جو رجفا
آبرو رکھو مری ای یار آگے جو رجفا
عشق مین وہ لبر کہون بیمار آگے جو رجفا

یار سے کہتا تھا یہ ہر بار آگے جو رجفا
جس طرف کو آنکھ چمکی تری برق نگاہ
اسقدر اپنی لگا دی اسنے تو میرے دلکو چاہ

جو نظر آوے تو ہی ماہی سے لیکر تا بماہ
سر جھکاؤن قدمون مین سو بار آگے جو رجفا

مخمس کی مثال

کوئی جاکے جو اُدھر شام و پگاہی گاہے
تو کہے اُس سے یہ با نالہ و آہی گاہے
چاہیے رحم سر حال تباہی گاہے
اس طرف بھی تمھین لازم ہے نگاہی گاہے
دمبدم لحظہ بلحظہ نہین گاہی گاہی

دل ہے بے زر تو ہے سد الم ہی ہمدم
اشک سرخ آنکھون مین ہے رنگ ہے رخسار کا زرد
ہمدمون پوچھو نہ تم حال دل اُس غم زدہ
ہے بلا کثرت اندوہ ہجوم غم و درد
دل کو فرصت نہین اتنی کہ کرے آہ گاہے

اور مخمس مین کبھی پانچوان مصرع ترجیع بند کے طور پر ہر بند مین مکرر بھی لاتے ہین

مثال اُسکی

جبسے ای راحت جان تجھسے جدا رہتا ہون
کیا کہون سخت مصیبت مین پھنسا رہتا ہون
مضطر و شستہ و حیران و خوار رہتا ہون
کسی چرچے مین نہ مشغول مین کیا رہتا ہون
منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہون

نہ تو دلمین ہے وہ طاقت کہ کرون جنبش خود
اور نہ کچھ بات ہی کر سکتا ہون نہ ہے مجھے ہوش
قبر مین جیسے کہ ہو کوئی مردہ خاموش
اُس طرح خانہ تاریک مین تنہا خاموش
منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہون

اور کبھی غزل مین تین مصرع ہر شعر کے ساتھ ملا کر مخمس بناتے ہین اور یہ بہت مروج ہے

مثال اُسکی

ہے داد خواہ تجھسے وفا اور وفا [illegible] ہم
راضی ہے تیری خو سے جفا اور جفا سے ہم
کیا لگ چلی ہے تجھسے جفا اور ہوا سے ہم
نکہت کو تجھسے لاگ ہے صبا اور صبا سے ہم

لے عطر تیرے تن سے قبا او قبا سے ہم
پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک

رہتے ہین روز راتکو روتے سحر تلک
پونہچی نہ ایک بار اجابت کے در تلک

ہچکی سی ایک لگی ہے دو دو پہر تلک
تنگ آ گئی ہے اثر سے دعا او دعا سے ہم

مثال مسدس کی

ہے دامِ بلا طرۂ دلدار کسی کا
واں بات بھی کرنیکو نہیں یار کسی کا
یاں لب پہ پھرا آٹھ پہر جانِ حزین ہے
غافل مرے احوال سے وہ پردہ نشین ہے

نا دیدہ ہوا دل یہ گرفتار کسی کا
یاں دیدہ تو ہے طالبِ دیدار کسی کا
جو دم کہ گذرتا ہے دمِ بازپسین ہے
کہتے ہین جو کچھ لوگ جواب اسکا نہین ہے

یاں ہجر سے جینا ہوا دشوار کسی کا
واں بند ہوا روزنِ دیوار کسی کا
واں اُس بتِ عیار کو پروا ہی نہین ہے
کہتا نہین سنتا ہے وہ زنہار کسی کا

پس یہ مثال اُس مسدس کی جو مسمط کے اقسام مین داخل ہے البتہ ٹھیک ہے نہ وہ مسدس کہ اردو کے بعضے قاعدہ نویسون نے لکھا ہے یعنے ہر بند مین دو شعر کے چار مصرع ایک قافیہ پر اور تیسرے شعر کے دونون مصرع قافیہ جداگانہ پر اُس مثال کے ہر بند مین مکرر موجود ہین اس طرح مثال

جا ہی چھپا ہے مرا حال پریشان یارو
ہائے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو

آس توڑے ہے یہ مایوسی و حرمان یارو
جی کی جی مین ہی رہی بات نہونے پائی

دل لگا کر ہوا مین سخت پشیمان یارو
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

اور بعضون نے یہ مثال لکھی ہے مثال

کیا کہون مجھسے کچھ نہ پوچھ اسکا حال ہمنفسا
یعنی فورِ عشرت و جوشِ نشاط بجا کہ بس

بعد زمانہ وصل یار ہمکو ہوا جو دسترس
صبح و شبِ عید گذشت با شبینہ خانہ رفت

کچھ نہ بر آئی آرزو رہ گئی دل مین ہوس
رودی سحر سیہ کیند یا بن بہانہ رفت

بعد چار مصرع کے جس طرح اُردو کا شعر مثالِ سابق مین مکرر آتا گیا ہے اس مثال مین فارسی کا مصرع ہر بند مین مکرر ہے اور لطف یہ ہے کہ آپ ہی مسمط کی تعریف مین لکھے جاتے ہین کہ پہلے بند کے چند مصرع قافیہ مین متفق ہون اور بعد اسکے اسیقدر اس طرح کہ ہون کہ مصرع اخیر کا قافیہ موافق اُن چند مصرع کے یعنے پہلے بند کے ہو اور آپ ہی مثال اُسکی ایسی لکھتے ہین کہ یہ تعریف اُسپر صادق نہین آتی کس واسطے کہ اُن دونون مثالون سے ظاہر ہے کہ کسی بند کے مصرع اخیر کا قافیہ بند اول کے قافیہ پر نہین ہے بلکہ ہر بند مین تیسرا شعر مکرر آتا گیا ہے پھر وہ مثال مسمط کی کس طرح ہو سکتی ہے

یہان سے معلوم ہوا کہ جو مسدس موافق مثال مندرجہ اس کتاب کے ہوگا وہ مسمط کے اقسام سے ہے اور جسمین کوئی شعر مکرر خواہ ہر بند مین شعر جدا گانہ قوافی مختلف پر آیا کرے وہ مثل ترجیع بند یا ترکیب بند کے ہے کہ تعداد اسکے شعرون کی ترجیع بند کی تعداد سے کہ حد اسکی برابر ایک غزل کے مقرر ہے کم نہین تو مسمط اور ترجیع بند اور ترکیب بند مین کچھ تفرقہ باقی نہین رہتا

مسبّع کی مثال

افسوس اس چمن مین وہ سروِ رواں نہین
ایسا کوئی چمن نہین جسمین خزان نہین
بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیان نہین
شبنم سرشکِ گرم سی ہے چشم تر کہین
لالے سی آشکار ہے داغِ جگر کہین

گل خندہ زن نہین کہ وہ آرام جان نہین
وہ چہچہہ نہین ہے وہ شور و فغان نہین
چھتر پہ باغبان ٹپکتا ہے سر کہین
خالی پڑا ہے درد و مصیبت کے گھر کہین

لطفِ بہار تازگیِ گلستان نہین
سنبل مین بوی کاکلِ عنبر فشان نہین
سر پر اڑائے خاک ہے بادِ سحر کہین
بلبل کا آشیان ہے کہین بال و پر کہین
دل مین جگر مین آنکھ مین سر مین کہان نہین

مثمن کی مثال

قلق اس کی جدائی کا ستاتا ہے مجھے
عشق اس لف کا دیوانہ بناتا ہے مجھے
ڈوبنا صبح سے مشکل نظر آتا ہے مجھے
ناتوان جان کی سالے سے ڈراتا ہے مجھے
کسو پیغام یہ اس ماہ لقا سے میرا
کہ مری سائی کا ہوتا ہے مجھی پہ دھوکا

موج کی ساتھ ہی دریا تو بہاتا ہے مجھے
ہے تجھے زلفِ دوتا کی قسم اے بادِ صبا
کہ برا حال ہے ظالم تری سودا ئیکا
جس طرح لیکے پرِ کاہ کو اڑتی ہے صبا

شمع سان داغِ دلِ خستہ جلاتا ہے مجھے
مثلِ وحشی کی شب و روز پھراتا ہے مجھے
قیسِ مجنون جو کبھی آپ مین پاتا ہے مجھے
اگر اس شوخ کی کوچے مین گذر ہو تیرا
ہو گیا آج غمِ ہجر سے لاغر اتنا
رنگ چہرے کا اڑائے لیے جاتا ہے مجھے

متسع کی مثال

ہو گیا زلفِ گرہگیر کا سودا ہمکو
پانوں پڑ پڑ کے لیے جاتی ہین صحرا ہمکو
زورِ وحشت نے دکھایا ہے تماشا ہمکو
سنبلِ تر کی قسم زلفِ چلیپا کی قسم
غمِ مجنون کی قسم عشوۂ لیلی کی قسم

طوق و زنجیر سے اب انس ہے زیبا ہمکو
کبھی ہنسنے مین ہے اس گل نے رلایا ہمکو
آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہمکو
شورِ محشر کی قسم قامتِ رعنا کی قسم
حسنِ یوسف کی قسم عشقِ زلیخا کی قسم

بیٹھنے دیتے نہین آبلۂ پا ہمکو
کبھی ہنسنے پر آجاتا ہے رونا ہمکو
آپ ہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو
گلِ خندان کی قسم عارضِ زیبا کی قسم
دُرِ دندان کی قسم عقدِ ثریا کی قسم

دل نالاں کی قسم بلبلِ شیدا کی قسم	چشمِ جادو کی قسم نرگسِ شہلا کی قسم	اُسکے سوا تیری کبھی کوئی نہ بھایا ہمکو

اور اُن سب قسمون مین ہو سکتا ہے کہ جسمین چاہین دو دو مصرع غزل کے تضمین کرین چنانچہ
اس معشر مین میر کی غزل کے دو دو مصرع اور آٹھ آٹھ مصرع اور ہین

معشر کی مثال

نہ اُسے پاس آشنائی ہے	عمر جینے سے تنگ آئی ہے	نہ ہمین طاقتِ جدائی ہے
مرگ نے دیر کیون لگائی ہے	ورنہ مرنے مین کیا بُرائی ہے	بات قسمت نے یہ بڑھائی ہے
اپنے طالع کی نارسائی ہے	ہمنے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہے	زندگی سخت بے حیائی ہے
کلفت سے جان لب پہ آئی ہے	بوسۂ لعلِ لب واے ستم	اُسکے جور و جفا سے پیہم
سنوا شوق اپنے دل سے کم	آبِ حیوان تھا اپنے حق مین سم	نہوے کامیاب مرتے دم
اس دہن نے دکھائی راہِ عدم	ہو گئے خاک سے برابر ہم	کیا کہون دوستو حکایتِ غم
اسکے کوچے مین مثلِ نقشِ قدم		وان وہی ناز و خود نمائی ہے

مستزاد ایک فقرہ نثر کا چھوٹا سا بعد ایک مصرع یا ایک بیت کے بڑھایا جاتا ہے اور شاعرون کے نزدیک لطف اور خوبی مستزاد کی یہی ہے کہ ایک فقرہ نثر کا جس مصرع یا شعر کے بعد آئے کلام و معنی مین ربط بھی رکھتا ہو یعنی زائد بھی ایسا ہو کہ مصرع اور بیت اُسکا محتاج نہو یعنی وہ فقرہ نہو تو مصرع اور بیت اپنے معنی مین تمام ہو جاوے مگر حال مین کچھ اسکی قید نہین رہی ہے اور مستزاد مین کبھی مضمون عشقیہ مثل غزل کے ہوتا ہے کبھی اور مضمون بھی باندھتے ہین چنانچہ مثالون سے معلوم ہوگا

مثال اُس فقرہ مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہے

جس باغ مین وہ سروِ گل اندام نہین ہے	جس بزم مین وہ شمع دل آرام نہین ہے	ویرانہ ہے گویا
پروہ نہین گر آتشِ جان سوز جلاوے	عاشق کا تو جلنے کے سوا کام نہین ہے	پروانہ ہے گویا

مثال اُس فقرے کی جو ہر مصرع کے بعد آتا ہے

لیں مغیلان مین لگے ہم آپکی حیت چیٹ	تب جنون آلگی ہٹ	مین چلا بے ربط دور ہو آگے سے پر ہٹ	ہر سبب بنا وٹ	
ان آنکھون مین حلقۂ زنجیر کرونگا	ایساہی ہون	چھوڑون ہون کوئی آکے در فارکی چوٹ	جھٹک کھلیٹ	

واسوخت بیزاری کو کہتے ہین اور شاعرون مین اُس نظم کا نام ہے جسمین معشوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون اور دوسرے معشوق سے دل لگانے کی چھیڑ کہ اسکو جلانے کی کہتے ہین لکھین اور حقیقت مین واسوخت اقسام شعر مین سے کوئی قسم علیحدہ نہین ہے بلکہ اکثر مُسدّس خواہ مُثمّن یعنی چھ مصرع خواہ آٹھ مصرع کا ترجیع بند یا ترکیب بند کے طور پر دیکھنے مین آیا ہے اسی واسطے اُستادون نے اسکی قسم جُداگانہ نہین مقرر کی ہے لیکن مضمون کے لحاظ سے جو اسکا نام واسوخت رکھا ہے تو لکھنا اُسکا ضرور ہوا

مثال واسوخت کی

آشنا آنکھ نہ غمزے سے ذرا تھی واللہ
مین تو حیران ہون تجھے دیکھکے سبحان اللہ
جانتے ہے کہان بیٹھن تھا لیا بس با
باس ان سبکا ہوا بیٹھنے سے اپنے پاس

دلبری کے نہ کچھ انداز سے تھا تو آگاہ
بیوفا ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین محبوب
آتی محفل سے بہ مین مٹھی یہ کب گل کی باس
اب جو کچھ اور بنا تو تو ہمین سمجھا غیر

تھا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
اپنی ان غمزون پہ مغرور ہوا تو کیا خوب
گفتگو غیر محل تھی تری حیرت تھی اداس
اگر یہی بات ترے جی مین سمائی ہے تو خیر

مرثیہ دستور قدیم ہے کہ کسی عزیز اور قریب یا دوست خواہ امیر اور رئیس کی وفات کا واقعہ و حزن و ملال کا حال اُسمین لکھتے ہین اور یہ وضع صرف اہل فارس کی نہین بلکہ عرب مین بھی یہ دستور قدیم سے جاری ہے اور مرثیہ کبھی قصیدہ اور غزل کی صورت پر اور کبھی مستزاد اور مُسدّس وغیرہ کی شکل پر ہوتا ہے اِس صورت مین اقسام دہگانہ سے باہر نہ ٹھہرا لیکن مضمون کے لحاظ سے جس طرح واسوخت کا نام علیحدہ ٹھہرایا ہے اُسیطرح مرثیہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے اور اب مرثیہ اکثر وہی کہلاتا ہے کہ جسمین جناب سید الشہدا علیہ و علی جدہ و ابیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شہادت کا حال ہو واقعہ کربلا لکھا جاتا ہے پس اگر یہ قصیدہ کے طور ہوتا ہے تو اُسکو مجرئی اور سلامی کہتے ہین لیکن اسی نظم کی مطلع مین مجرا خواہ سلام یا مجرائی اور مجرئی خواہ سلامی کا بھی لفظ اکثر مستعمل ہے اور اگر مستزاد کی وضع پر ہو تو بیشتر اُسکو نوحہ کہتے ہین اور اگر مُسدّس یا مُثمّن خواہ ترجیع بند یا ترکیب بند ہو تو اُسکو مرثیہ کہتے ہین اور یہ بیت مرثیہ کی ہے

سلام کی مثال

مجرئی جلاد نے شکوہ خنجر کیا
ہوا شہید ان مین ہے آتی خوشی سند مجھے

سر دیا اور نہ اُسکا نا صبر کا ہو سر گیا
فدیہ راہ خدا مین نے ہر اک لیکر گیا

سلام کی دوسری مثال

سلامی ہے یہ وظیفہ ہر ایک دم اپنا
امام بولے عدو ظلم سے نہ باز آئین
شفیع روز جزا ہے شہ امم اپنا
رہ رضا سے ہٹے کس طرح قدم اپنا

نوحہ کی مثال

نوحہ

میدان مین دم جنگ بولے شہ ابرار
جبین ہے کہ سر تیغ تلے آپ کے دھر دون
یا حیدر کرار
میدان بلا مین
مین بھی ہون عنایت کا حمایت کا سزاوار
اب صبر و شکیبائی کا جوہر کرون اظہار
یا حیدر کرار
یا حیدر صفدر کرار

مرثیے کی مثال

نور تجلیات سے میدان کربلا
معمور ہو گیا صفت عرش کبریا
کہتے تھے سب ملائکہ و خیل انبیا
جس بحر بے کنار کا ملتا نہین پتا
اس بحر معرفت کا شناور حسین ہے
محبوب خاص حضرت داور حسین ہے
غل تھا کہ پشت زین سے گرتے ہین امام
گھبرا کے لی علی و نبی نے رکاب تھام
اور فاطمہ کے ہاتھ مین گھوڑے کی تھی لگام
آرایش زمین کا ہوا تھا یہ اہتمام
جبرئیل نے قدم کے تلے پر بچھا دیے
حورون نے اپنے موی معنبر بچھا دیے

تاریخ اُسکو کہتے ہین کہ ایک لفظ فقرہ خواہ مصرع یا شعر ایسا تجویز کیا جاے کہ اُسکے مکتوبی حروف کے عددون سے سنہ اور حال کے واقعۂ وفات اور نکاح خواہ تولد فرزند یا تصنیف کتاب خواہ لڑائی کی فتح یا بادشاہ کے جلوس یا اور کسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جاے اب قاعدہ حروف کے اعداد کا سمجھنا چاہیے کہ پہلے منجملہ اٹھائیس حرف تہجی کے ایک سے دس عدد تک مقرر کرکے جلدی سے سمجھ مین آنے کیواسطے ترکیب اُن حرفون کی یون قرار دی ابجد ہوز حطی اسکو آحاد کہتے ہین تفصیل اُسکی یہ ہے الف کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال کے چار ہے کے پانچ واو کے چھ زے کے سات حے کے آٹھ طو کے نو یے کے دس پھر گیارھوین حروف سے آٹھ حرف پر دس دس بڑھا کر نو سے تک پونہچایا اُسکو عشرات کہتے ہین اور کلمہ مرکب اُسکا یون ٹھہرایا کلمن سعفص تفصیل اُسکی کاف کے بیس لام کے تیس میم کے چالیس نون کے پچاس سین کے ساٹھ عین کے ستر فے کے اسی صاد کے نوے پھر انیسوین حرف کے سو عدد ٹھہرا کر

نو حروف پر سو سو بڑھا کر ہزار تک پہنچایا اُسکو مآت کہتے ہین اور مُرکب اُسکا اسطرح ٹھہرایا
قرشت ۔ ثخذ ۔ ضظغ تفصیل اُسکی قاف کے سو رے کے دو سو شین
کے تین سو تے کے چار سو ثے کے پانسو خے کے چھ سو ذال کے سات سو ضاد
کے آٹھ سو ظوے کے نو سو غین کے ہزار یہ سب اٹھائیس حروف ہوئے اور ہمزہ کو الف کی
حساب مین رکھا بعد دریافت ہونے اِس قاعدے کے سمجھنا تاریخ کا سہل ہو گیا مثلاً اگر کوئی لڑکا
بارہ سو چار فصلی خواہ ہجری مین پیدا ہوا تو اُسکی تاریخ چراغ ہے اور اہل اسلام کا لڑکا جو بارہ سو
پچیس مین پیدا ہوا تو اُسکا نام تاریخی مظہر علی بہت خوب ہے اور اِسی طرح اگر بارہ سو انیس مین
مر گیا تو داغِ جگر اُسکے فوت کی تاریخ بہت زیبا ہے اِسکو مادہ تاریخ کا کہتے ہین اور مصرع اور
فقرہ اور شعر کی مثالون کو اِسی پر قیاس کر لینا چاہیے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مادہ تاریخ
کا حسب حال ہاتھ آگیا مگر اُسمین ایک دو خواہ تین چار عدد کم ہوتے ہین تو اُسکی کسی لفظ سے
کوئی حرف اُسی عدد کا جو کم ہوتا ہے تلاش کر کے ملاتے ہین اور اُسکے ملانے کے واسطے
خوبصورتی کے ساتھ اشارہ بھی کر دینا واجب اور ضرور ہے جیسا رنج کے مقام مین ایک عدد
کے واسطے سرِ آہ اور چار کے لیے سرِ درد اور خوشی کے مقام مین دو کے واسطے سرِ بشارت
وغیرہ اور اِسکا نام تعمیہ کہا ہے اور کبھی کچھ بڑھتے ہین تو اِسی طرح اشارہ کر کے خارج کر دیتے ہین
اُسکا نام تخرجہ کہا ہے مثلاً کسی مادہ مین چھ عدد بڑھے تو اُسکے تخرجہ کا اشارہ بے بدا و مثل اُسکے
مقرر ہے اور لطف تاریخ کا یہی ہے کہ مادہ تاریخ بے تعمیہ اور بے تخرجہ ہو مگر بضرورت جیسا کہ بیان کیا
اور تعمیہ چار تک کا البتہ جائز رکھا ہے عشرات کا عیب سے خالی نہین سیکڑون کا زیادہ تر عیب
ہے اور تخرجہ کا مرتبہ اگر خوبی کے ساتھ عشرات تک پہنچے تو مضائقہ نہین شاعرون نے طرح طرح
کی صنعتین اور خوبیان تاریخ مین ادا کی ہین کہ بیان اُسکا اِس مختصر مین ادا نہین ہو سکتا
فائدہ جاننا چاہیے کہ قافیے کا بیان بہت طول اور طویل ہے لیکن یہان اِسی قدر سمجھ لینا
چاہیے کہ قافیہ حرف اخیر کو کہتے ہین اور اُسی کا نام ردیف ہے اور وہ اخیر ایسا ہوتا ہے کہ اُسکے

پہلے کا حرف ایک ہی واقع ہو جیسے کار اور بار اور شور اور مور اور دیر اور شیر اور ہند اور سند اور عقل اور نقل اور مثل اُسکے یا اُسکے پہلے حرف کی حرکت موافق ہو جیسے در اور بر اور زر اور سر اور کم اور سم اور دل اور گل اور مثل اُسکے یا اُسکے بعد کے حرف ان سب باتون مین موافق ہون جیسے ہستی اور پستی اور جوانی اور پریشانی اور دانائی اور توانائی اور مثل اُسکے اور قواعد کی کتابون مین ان سب اگلے پچھلے حروف اور حرکات کا نام علحدہ علحدہ مقرر ہے یہان بیان اُسکا طول کلام سے خالی نہین ہے اور ردیف ایک لفظ ہے کہ قافیے کے بعد مکرر آئے مثال اُسکی بیت

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا ۔ موسی نہین کہ سیر کرون کوہ طور کا ۔ طور اور ظہور مین سے قافیہ

اور کا دونون مصرع مین ردیف ہے حال کے شاعر غزل بے ردیف کی کمتر کہتے ہین اور قصیدہ اکثر بے ردیف کے ہوتا ہے بعضے قصیدے ردیف کے ساتھ بھی ہوتے ہین قاعدہ جو شاعر صرف اپنی غزلون کو ایک جگہ جمع کرکے لکھے اُسکو دیوان کہتے ہین اور قصیدون کو جمع کرلے تو اُسکو قصائد کہتے ہین لیکن دیوان مین جو غزلین جمع کیجاتی ہین سب ردیف وار حروف تہجی کی ترکیب سے ہوتی ہین اور قصائد مین اُسکی رعایت ضرور نہین اور سب کلام ہو تو اُسکو کلیات کہتے ہین اور جس کلام مین خداوند تعالی کی بڑائی اور اُسکی قدرت اور خدائی اور اُسکے کمال اور جلال کا بیان ہو اُسکو حمد اور ثنا اور توحید اور جسمین اُسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ہون اُسکو نعت اور جسمین اُنکے اصحاب اور اہلبیت کی تعریف ہو اُسکو مناقب اور منقبت اور بادشاہ اور امرا اور لوگون کی خوبیان اور بھلائی مین جو لکھا جاے اُسکو مدح اور بُرائی کا بیان ہو تو اُسکو ہجو اور ذم کہتے ہین

دوسری فصل نثر کی بیان مین

جاننا چاہیے کہ نثر کی تین قسمین ہین مرجز اور مسجع اور عاری مرجز اُس نثر کو کہتے ہین کہ جسکا ہر فقرہ موزون ہو یعنی شعر کے کسی وزن پر پایا جاوے اور قافیہ نہو اور یہ قسم بہت کم پائی جاتی ہے مثال اُسکی اپنے ہاتھون سے مجھے قتل کرے مین نے خون اپنا کردیا ہے معاف

آئیے بیٹھیے کرم کیجیے + میرے صاحب یہ آپکا گھر ہے + مسجع اُسکے خلاف ہے یعنی اُسمین فقرات قافیہ وار ہون اور موزون نہون اور فقرہ کبھی تو رنگین ہوتا ہے اور کبھی صاف صاف فقرہ رنگین کی مثال سبزے پر شبنم کے قطرے اسطرح نمودار جیسے زمرد کی تختی پر ہیرے کی ٹکڑیے جڑے ہون اور ہر شاخ پر بیلے چنبیلی کی کلیون سے وہ بہار جیسے سبز پری کے گلے مین پھولون کے ہار پڑے ہون فقرہ صاف کی مثال کل مین آپکے گھر آؤنگا اور کھانا وہین کھاؤنگا حضرت جو فرمائینگے ہم اُسکو بجا لائینگے عاری اُن دونون بات سے عاری ہو یعنی نہ اُسمین وزن ہو اور نہ قافیہ اور اُسکو روزمرہ بھی کہتے ہین مثال اُسکی رقعہ مشفق مہربان آج بندہ منشی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تھا دیر تک آپ ہی کا ذکر خیر تھا اور ایک قصیدہ آپکا جو حسن اور عشق کے مناظرے مین ہے پڑھتے تھے اور ہر شعر پر وجد کرکے فرماتے تھے کہ یہ قصیدہ بے نظیر ہے اور یہ تعریف منشی صاحب کی میری محبت کی راہ سے نہین انصاف بھی یہی ہے کہ حضرت نے اُسمین سحر کیا ہے بندے نے اُس قصیدے کو منشی صاحب سے طلب کیا تو فرمایا کہ مین اُسکو بہت عزیز رکھتا ہون ایک ساعت بھی اپنے پاس سے جدا نہین کرسکتا اسواسطے عرض کرتا ہون کہ حضرت اور عنایت فرمائین وہ نہین اُسکی نقل کرکے پھر خدمت مین بھیجدونگا زیادہ دنیا

دوسرا باب خط و کتابت کے دستور مین اور اُسمین تین فصلین ہین

پہلی فصل اُردو کے بیان مین جاننا چاہیے کہ اُردو فارسی لفظ ہے لشکر کو کہتے ہین یہان لشکر سے صاف لشکر شاہجہان بادشاہ جمجاہ سے مراد ہے اور اصل اُسکی دارالخلافہ شاہجہان آباد ہے کہ وہان دربار سلطنت و لشکر بادشاہی عرب و ایران اور توران و ترکستان اور ہند کے لوگ سب جمع رہتے تھے اور آپس مین جو گفتگو کرتے تھے تو عربی اور فارسی و ترکی و سنسکرت سب ملکر یہ زبان پیدا ہوئی اور اُسکو ریختہ بھی کہتے ہین غرض اس زبان مین عربی اور فارسی اور ہندی اس طرح ملگئی کہ اگر کوئی چاہے لفظ عربی خواہ فارسی کا اُسمین شمول نہو

اور خالص ہندی کے الفاظ مین گفتگو کرے تو بولنا دشوار ہو جاے بلکہ اکثر الفاظ ایسے خاص و
عام کی زبان پر جاری ہین کہ ہندی مین اُنکا ترجمہ بھی نہین ہو سکتا بعد اسکے لوگ اِس زبان مین
شعر کہنے لگے یہان تک کہ غزل اور قصیدہ اور مثنوی اور ہر قسم کے شعر جو فارسی مین تھے اِس زبان مین
کہے گئے اور ہوتے ہوتے نثر بھی عبارتِ رنگین اور غیر رنگین شروع ہو گئی اور بہت فارسی اور عربی کی
کتابون کا ترجمہ اُردو مین چھپ گیا اور داستان اور کہانیان عجیب عجیب لکھی گئین اور لکھی جاتی ہین اور خط و
کتابت کا دستور اُردو کا اب تک جاری نہین ہے پھر اب اگر کوئی زبان اُردو مین اسکا رواج دیا چاہے تو جس طرح
نظم اور نثر فارسی کے طور پر جاری ہوئی اُسی طرح خط و کتابت کا بھی فارسی کے طور پر جاری ہونا ضرور
ہو گا اور فارسی مین جو خط لکھنے کے قاعدے مقرر ہین ناچار اُردو مین بھی اُسی کا تابع ہونا پڑیگا
یہان سے معلوم ہوا کہ جس طرح فارسی مین بڑے اور چھوٹے اور برابر والے کو خط لکھتے ہین اُسی طرح
اُردو مین بھی خواہ مخواہ لکھنا ہو گا اب سوچنے کی بات ہے کہ فارسی مین جو الفاظ بڑے چھوٹے کو یا ہمسر
کے واسطے مقرر ہین کہ اُسکو القاب کہتے ہین اور اُسکے بعد جو الفاظ لکھے جاتے ہین اُسکو آداب کہتے ہین
پہلے تو یہی نہین ہو سکتا کہ فارسی مین جو اُن الفاظ کا نام آداب و القاب کہا ہے اُردو مین اُسکا ترجمہ
ہو کر کوئی دوسرا نام ٹھہرایا جاوے مثلاً اگر کسی سے پوچھے کہ القاب و آداب کو اُردو مین کیا کہتے ہین تو
ظاہر ہے کہ اُسکا جواب کچھ نہین ہو سکتا پھر اُن الفاظ کا ترجمہ تو اُردو مین اور بھی زیادہ مشکل ہے بلکہ
ہو ہی نہین سکتا جیسے قبلہ و کعبہ کہ فارسی مین بڑے کا القاب اور مشفق مہربان ہمسر اور برخوردار
عزیز از جان چھوٹے کے واسطے مقرر ہے ترجمہ اُسکا ہندی مین کوئی کیا کریگا اور آداب بندگی و سلام
و اشتیاق ملاقات و دعاے عمر و حیات کی جگہ کیا لکھیگا اگر کوئی تکلیف کرکے بعضے لفظ کا ترجمہ
کچھ لکھے بھی تو وہ نرا ڈھکوسلا ہے اور کانون کو اُس سے آشنائی نہین ہوئی مثلاً نورچشم سعادتمند بلند
اقبال طال عمرہ کا ترجمہ یون لکھے آنکھ کی روشنی نیکبختی کے بھرے اونچے نصیب والے بڑھو زندگی اُسکی
ایسا ترجمہ اگر کسی فقرے کا ممکن بھی ہو تو محض پوچ اور مہمل ہو گا اور اسی طرح اور بھی بہت سے الفاظ عربی
اور فارسی کے ایسے ہین کہ اُسکی جگہ اُردو کا کوئی دوسرا لفظ نہین ہو سکتا جیسے خط کو خط ہی لکھتے ہین

اور بڑے کی پاس سے جو خط آوے تو اسکو عنایت نامہ کہتے ہین اور بادشاہ کے حضور سے آوے تو فرمان اور امیر اور
وزیر کے نوشتے کو شقہ اور پروانہ بولتے ہین اور چھوٹا جو خط لکھے تو عریضہ اور عرضی اور لکھنے والا خط کا کہ
اسکو کاتب کہتے ہین اپنے تئین کمترین اور فدوی اور فقیر اور خادم اور نیازمند اور مخلص اور مکتوب الیہ
یعنی جسکے نام خط ہو اسکو جناب اور حضور وغیرہ لکھتے ہین پس ظاہر ہے کہ عنایت نامہ اور پروانہ اور
فرمان اور شقہ اور عریضہ اور عرضی اور فدوی اور کمترین اور جناب اور حضور کا ترجمہ اردو مین کسی طرح
ممکن نہین ہے اسکے سوا جب تقریر زبانی مین جناب اور حضور اور پیر مرشد اور خداوند اور فدوی اور کمترین
بولتے ہین تو تحریر مین اسکا ترجمہ کیونکر ہو سکے گا یہان یہ بیان دو فائدے کے واسطے کیا گیا ایک یہ کہ
ہندی اس بات کو جانے کہ اس طرح کے الفاظ ہندی کے نہین ہین دوسرے یہ کہ اس انشا مین جو رقعات
لکھے جائینگے اُنمین ناچار ایسے ہی الفاظ عربی اور فارسی کے لکھنے پڑینگے تو کسی کو جاے اعتراض باقی
نرہے اب ہم خط و کتابت کے دستور یہان سے لکھے دیتے ہین کہ اردو اور فارسی دونون کے کام آوین

دوسری فصل

خط لکھنے کی تعلیم مین کاتب یعنی خط لکھنے والے کو چاہیے کہ پہلے مکتوب الیہ یعنی جسکے نام خط لکھتا ہے
اسکا مرتبہ سوچ لے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر ہے اور یہ بڑائی یا چھوٹائی اور برابری کچھ سن اور سال پر
موقوف نہین ہے بلکہ بڑائی اور چھوٹائی کبھی مال پر اور کبھی کمال پر خیال کیجاتی ہے اور کبھی سن اور
سال پر مثلاً کوئی غریب اور مفلس اگرچہ عمر مین بڑا ہو اور امیر دولتمند چھوٹا تو امیر کا رتبہ بڑا ہے اور
فاضل عمر مین چھوٹا اور جاہل بڑا ہو تو جاہل کا رتبہ چھوٹا ہے اور یہ نہین ہو سکتا ہے کہ کوئی خانسامان
یا درزی ستر برس کا اور امیر سترہ برس کا ہو خانسامان اور درزی اوس امیر کو لڑکا سمجھکے برخوردار
امیر اسکو بوڑھا جان کے قبلہ و کعبہ لکھے یا مرید عمر مین بڑا اور پیر کم سن ہو تو مرید پیر کو عزیز از جان
اور پیر مرید کو قبلہ و کعبہ لکھے پس میری دانست مین بڑائی اور چھوٹائی سن اور سال کے رو سے
صرف قرابت مین دیکھنے کے قابل ہے نہ غیرون مین یہان سے معلوم ہوا کہ فضل اور کمال کا

خیال کرنا اعتبار مین اور سن و سال کا دیکھنا اپنے یگانون مین ضرور چاہیے یعنی اگر کسی مفتی یا شاعر یا حکیم کو خط لکھنا ہو اور وہ علم کی راہ سے رتبے مین بڑا یا برابر ہو تو وہ گو عمر مین چھوٹا ہو القاب موافق اُسکے رتبے کے لکھنا مناسب ہے یہی حال ہے مفتی اور اُستاد اور پیر اور عالم اور قاضی کا اور اگر چھوٹا بھائی اور بیٹا اور بھانجا اور بھتیجا رتبے مین بڑا ہو مثل باپ جاہل اور بیٹا فاضل اور بڑا بھائی فقیر یا پیادون مین نوکر اور چھوٹا بھائی امیر خواہ تحصیلدار ہو تو وہان رتبے کا لحاظ نہ کیا جائیگا اور بڑائی اور چھوٹائی سن و سال کی دیکھی جاویگی یعنی باپ بیٹے کو فاضل ہو یا جاہل حال مین برخوردار اور بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو عزیز از جان ہی لکھیگا جب یہ دریافت ہوا تو سمجھنا چاہیے ارکان خط کے اکیس ہین یعنے اُستادون نے خط مین اکیس باتون کا ہونا ضرور مقرر کیا ہے مقدمۂ القاب - اور القاب - اور ادعیہ - اور آداب - اور تحیت - اور اشتیاقیہ - اور ملاقاتیہ - اور صفت ملاقاتیہ - اور اظہاریہ - اور خطوط کے نام - اور خطوط کی رسید - اور اکیہ اور کاتب کے نام اور مکتوب الیہ کے نام - اور دوسرے شخص کی صفت - اور چیز کا بھیجنا - اور چیز کا مانگنا - اور اپنا آنا اور مکتوب الیہ کا آنا یا جانا اور مطلب - اور خاتمہ اور لفافہ بعضونکے نزدیک خط کے ارکان مین داخل نہین ہے اگر ہو تو بائیس ہوتے ہین مقدمۂ القاب برابر والے خواہ بڑے کو - القاب کے پہلے اُسکی صفت کو صاحب کے ساتھ ملا کر جو الفاظ لکھے جاتے ہین اسکو مقدمۂ القاب کہتے ہین اور اس صفت کی ظاہرا پانچ قسمین ہین پہلی قسم قرابت ہے جیسے برادر صاحب اور چچا صاحب اور خالو صاحب اور ماموں صاحب اور والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ لیکن باپ کے لیے مقدمۂ القاب اُستادونکی تحریر مین نظر نہین آیا بعضے قبلہ گاہی صاحب لکھتے ہین مگر فصیح نہین ہے دوسری قسم خطابی ہے جیسے نواب صاحب اور راجہ صاحب اور خان صاحب اور رانی صاحبہ اور بیگم صاحبہ تیسری قسم صفاتی ہے جیسے مولوی صاحب اور منشی صاحب اور حافظ صاحب اور حکیم صاحب اور پنڈت صاحب اور آخوند صاحب اور آتو صاحبہ چوتھی قسم عُہدہ ہے جیسے قاضی صاحب اور

منشی صاحب اور بخشی صاحب اور داروغہ صاحب اور دیوان صاحب اور چودھریصاحب اور چودھرائن صاحبہ **پانچوین قسم** ذاتی ہے جیسے شیخ صاحب اور میر صاحب اور میرزا صاحب خانصاحب اور لالہ صاحب اور بابائی صاحبہ فقط **مخفی نرہے** کہ چھوٹے اور ادنے کے واسطے مقدمۃ القاب نہین ہوتا کس واسطے کہ اُس لقب کے ساتھ لفظ صاحب کا ملایا نہین جاتا یعنے بھانجے صاحب اور بھتیجے صاحب اور باورچی صاحب اور چپراسی صاحب لکھنے کا دستور نہین ہے لیکن برادر کا لفظ چھوٹے بھائی اور فرزند کا لفظ بیٹے کے القاب مین قبل از عزیزجان وارجمند وغیرہ الفاظ کے سوا اُنکے اور کسی کو بھی اسی طرح لکھے تو اگرچہ وہ مقدمۃ القاب ٹھہریگا مگر صاحب کا لفظ اُسکے ساتھ نہ لکھا جائیگا اور **واضح** ہو کہ مقدمۃ القاب کے پہلے بھی بعضے ایک دو لفظ بڑھایا کرتے ہین جیسے جناب منشی صاحب اور حضرت مولانا صاحب پس یہ لفظ مقدمہ القاب مین بھی داخل ہے **القاب** پہلے جاننا چاہیے کہ فارسی مین مراتب مکتوب الیہ کے بہت ہین لیکن اس مقام مین بیان کرنا صرف اُنھین مراتب کا جو اُردو مین ضرور ہین مناسب سمجھا جاتا ہے سو یہ مراتب قابل یاد رکھنے کے ہین یعنے ہمسر کا درجہ تین قسم سے خالی نہین ہے یا ہمسر مطلق ہے کہ سب طرح اپنے برابر ہو تو القاب اُسکا فارسی مین مرد کے واسطے مولویصاحب مشفق مہربان کرم فرماے مخلصان اور عورت کے لیے خانم صاحبہ مشفقہ محترمہ یا ایسا ہمسر ہے کہ رُتبے مین کچھ بڑا ہے تو مرد کے واسطے راجہ صاحب عالیشان قدردان نیازمندان یا نوابصاحب والامراتب عالی مناصب یا خانصاحب معدنِ فیض احسان مخزن جود و امتنان اور عورت کے واسطے رانی صاحبہ یا بائی صاحبہ شفیقہ محترمہ اور اگر رُتبے مین کچھ کم ہے تو مرد کو صاحب مہربان دوستان اور عورت کو چودھرائن صاحبہ عصمت مآب لکھینگے اور یہی حال ہے بڑے کا مثلاً اگر رُتبے مین کچھ بڑا ہے تو مرد کو برادر صاحب قبلہ و کعبہ امیدگاہ فدویان اور عورت کو ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ کمترینان اور جو اس سے بھی زیادہ جیسے باپ اور پیر تو اُسکو قبلۂ کونین و کعبۂ دارین اور پیر و مرشد برحق خداوند نعمت مطلق ادیان

پیرانی کو والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ مفخمہ اور اگر بہت بڑا ہے جیسے بادشاہ تو قبلۂ عالم و عالمیان اور
بادشاہ بیگم کو جناب عالیہ خاتون مخدرات زمانیہ اور مثل اسکے لکھنا چاہیے علی ہذا القیاس چھوٹا
اگر کچھ چھوٹا ہے تو برادر عزیز از جان آور برخوردار نور الابصار اور بہن اور بیٹی کو ہمشیر و عزیزہ
اور نور چشمی قرۃ العینی اور اگر اس سے بھی کم رفیق اور ملازم ہے تو مرد کو اعتضاد دوستان عزیز القدر
شرافت پناہ صداقت دستگاہ اور عورت کو عصمت پناہ عفت دستگاہ اور جو بہت چھوٹا ہے تو مرد
کو معتمد الخدمت فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص اور مثل اسکے لکھینگے اردو خط مین
بھی الفاظ عربی اور فارسی کے جو فارسی کے خط مین لکھے جاتے ہین لکھے جاینگے اور کبھی شخص کم
رتبے کا صرف نام ہی لکھکر مطلب شروع کر دیتے ہین اور ایسی تحریر اُسوقت ہوتی ہے جب اُمرا
اپنے ملازم کو دستخط خاص سے شقہ لکھتے ہین ادعیہ اُن لفظون کو کہتے ہین جو بعد القاب کی جملہ
عربی کا دُعا کے طور پر لکھا جاتا ہے اُسکو دعائیہ بھی کہتے ہین جیسے ہمسر کے واسطے زاد لطفہ و دام
عنایتہ اور سلمہ اللہ تعالی ترجمہ اُسکا اگر اُردو مین چاہے تو تکلف کے ساتھ البتہ ہو سکتا ہے جیسے زیادہ
ہو خوبی اور ہمیشہ رہے عنایت اُنکی اور مثل اسکے بڑے کے واسطے دام برکاتہ اور مدظلہ العالی
اور خلد اللہ ملکہ ترجمہ اسکا بھی ہو سکتا ہے جس طرح مذکور ہو چکا اور چھوٹون کے لیے طال عمرہ
اور مثل اسکے اور عورتون کے واسطے انھین الفاظ مین ضمیر تانیث کی ہوتی ہے جیسے مدظلہا
اور طال عمرہا وغیرہ اور ادنی کے واسطے بعافیت باشند و مورد مراحم بودہ باشند اور بعضے لوگ
عربی کی جگہ فارسی لکھتے ہین جیسے سایۂ عالی بر سر فدویان مبسوط باد اور درجہ افزای مراتب
محبت باشند اور در حفظ الہی باشند لیکن اُردو مین سواے دُعائیہ عربی کے گنجایش ان الفاظ کی
ہرگز نہین واضح ہو کہ مقدمۂ القاب و القاب و ادعیہ جب ملایا جاتا ہے تب اُس سب کو
القاب کہتے ہین جیسے جناب منشی صاحب مخدوم نیازمندان صمیم و قدیم زاد لطفہ اداب
اُس فقرے کا نام ہے جو بعد القاب کے لکھا جاتا ہے اور جس طرح مقدمۂ القاب و ادعیہ سب
ملکر ایک القاب کہلاتا ہے اسی طرح تحیت و اشتیاقیہ و ملاقاتیہ و صفت ملاقاتیہ و اظہار یہ سب کو ملا کر آداب

کہتے ہین چنانچہ حال اُسکا ہر ایک کے بیان سے دریافت ہوگا تحیّت ہمسر کو جو سلام اور نیاز اور بڑے کو بندگی اور کورنش اور تسلیمات اور چھوٹے کو دعاے درازی عمر اور مثل اسکے جو کچھ لکھتے ہین اُسکو تحیّت کہتے ہین اشتیاقیہ ہمسر کو شوق اور اشتیاق اور بڑے کو تمنا اور آرزو اور چھوٹے کو خواہش جو لکھتے ہین صرف انھین الفاظ اور کلمات کو منشیون کی اصلاح مین اشتیاقیہ کہتے ہین مُلاقاتیہ بعد لفظ اشتیاقیہ کے ہمسر کے واسطے مُلاقات اور مُواصلت اور وصال اور مُعانقہ جسمانی اور بڑے کے لیے مُلازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کو دیدار اور دیدہ بوسی وغیرہ جو الفاظ لکھتے ہین اُسکو ملاقاتیہ کہتے ہین صفت مُلاقاتیہ اُس ملاقات کی صفت مین جو فقرہ لکھا جاتا ہے اُسکو صفت مُلاقاتیہ کہتے ہین جیسے فارسی مین مُلاقاتِ بہجت آیات اور ملازمت کیمیا خاصیت اور قدمبوسی والا اور دیدار فرحت آثار اور مثل اُسکے اور بعضے بعد اِن الفاظ کے کلمات مُبالغہ بھی زیادہ کرتے ہین بعد کاف بیانیہ کے جیسے حدّے ونہایتی ندارد وبتشرح وبیان درنمی آید اور مثل اُسکے یہ کلمات بھی اسی صفت مین داخل ہین مگر اردو مین ترجمہ صرف انھین کلماتِ مُبالغہ کا البتہ ہوسکتا ہے اور صفت کے الفاظ بدستور فارسی کے رہین گے اُنکا ترجمہ غیر ممکن ہے اظہاریہ بعد اُن الفاظ کے جو مطلب لکھنے کی خبر دیتے ہین اُسکو اظہاریہ کہتے ہین جیسے فارسی مین ہمسر کو مشہود خاطر محبت مآثر باد یا میگرداند اور بڑے کو معروض میدارد اور عرض عالی میرساند اور چھوٹے کو مطالعہ نماید اور نگارش می رود لکھا جاتا ہے مگر اردو مین اِن الفاظ کا بعینہ ترجمہ نہین ہوسکتا ہے ہان یون لکھین گے ہمسر کو مطلب لکھتا ہون اور بڑے کو عرض کرتا ہون اور چھوٹے کو واضح ہو اور مثل اسکے پس جب یہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ تحیّت سے لیکر اظہاریہ تک سب ملکر ادا ہوتا ہے مثال اُسکے بعد سلام ونیاز و اشتیاقِ ملاقاتِ بہجت آیات کہ حدے ونہایتے ندارد مشہود عالی خاطر محبت مآثر باد ترجمہ اسکا بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات کی جسکی حد اور نہایت نہین ہے مطلب لکھتا ہون اور بعد اداے کورنش اور بندگی کے عرض کرتا ہے اور بعد

دعا کے واضح ہو ترجمہ لکھنے والے کی تمیز پر موقوف ہے اگر دریافت ہو کہ ترجمہ اُردو زبان مین فصیح ہو سکتا ہے تو مضایقہ نہین نہین تو ضرورت نہین ہے کہ خط اور مکتوب کو چٹھی یا پاتی اور سجدہ اور قدمبوس کو نمک گھسنی اور پالاگن لکھنے لگا اور واضح ہو کہ ادنی کو مرد ہو خواہ عورت آداب نہین لکھا جاتا اور عورت کو اسی طرح اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ نہین لکھنا چاہیے مگر درجۂ اعلی کیواسطے قدمبوسی تک جائز ہے خطون کے نام خط اگر اُدھر سے آیا اور ہمسر کا خط ہے تو الطاف نامہ اور نوازش نامہ نامی اور محبت نامہ اور بڑے کا خط ہے تو نوازشنامہ اور سرفرازنامہ اور فرمان واجب الاذعان اور منشور کرامت نشور اور چھوٹے کا خط ہے تو اُسکو مکتوب مرغوب خط مسرت نمط اور عرضی مُرسلہ اور خط جو اِدھر سے بھیجا ہے اگر ہمسر کو بھیجا ہے تو اُسکے مقابلہ مین اپنے خط کو قیمہ یا رقیمۂ نیاز اور اشتیاق نامہ اور بڑے کے مقابلے مین عریضہ اور عرضی اور عرضداشت اور چھوٹے کے مقابلے مین خط کو خط لکھینگے لیکن بہت ادنی کے مقابلے مین اپنی تحریر کو شقہ اور پروانہ لکھنا چاہیے اور ترجمہ اِن سب الفاظ کا اُردو زبان مین کچھ نہین ہو سکتا چنانچہ حال اُسکا اُن الفاظ سے ظاہر ہے خط کی رسید اگر خط ہمسر کا پونچا ہے تو فارسی مین یون لکھینگے وصول فرحت نمود اور وصول الطاف شمول فرمود رنگ وصول ریخت اور مثل اسکے اور بڑے کے واسطے ورود فرمود شرف صدور بخشید نزول اجلال فرمود اور چھوٹے کے واسطے رسید و مسرور گردانید بملاحظہ گذشت اور مثل اسکے اور بعضے لوگ کلمات فخریہ اور سرور بھی اِن الفاظ کے ساتھ ملاتے ہین یعنے یون لکھتے ہین کہ وصول نمودہ جمعیت ظاہر و باطن افزود وصول نمودہ مسرور گردانید پرتو وصول افگندہ باعث مفاخرت گردید ورود فرمودہ فرق عزت وافتخار بفرق فرقدان رسانید اُردو مین اِن فقرات کے عوض ہمسر کو یون لکھا جائیگا الطاف نامہ یا نامۂ نامی یا محبت نامہ کے پونہچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا اور بڑے کو عنایت نامہ یا سرفرازنامہ یا فرمان عالی کے پونہچنے سے سرفرازی حاصل ہوئی اور چھوٹے کو خط تمھارا پونہچا ہمکو نہایت خوشی ہوئی اور ادنی کو عرضی تمھاری ملاحظہ سے گذری فائدہ

اب اِس مقام پر اتنی بات قابل لحاظ کرنے کے ہے کہ مکتوب الیہ کے جو تین مرتبے اور ہر مرتبے کے تین درجے اوپر بیان کیے گئے بناء اُسکا اُردو کی تحریر مین اس مقام تک ہوا اب آگے جو مقامات آتے ہین اُن مین ممکن نہین ہے اور کہین کچھ ہو ابھی تکلف سے خالی نہو گا اسی نظر سے فارسی مثالون مین بھی وہ رعایت موقوف کرکے صرف ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے جس طرح فارسی مین اپنے خط کے پہنچنے کو ہمسر کے مقابلے مین ملاحظہ درآمدہ باشد موصول گردیدہ باشد اور بڑے کے مقابلے مین بملاحظہ اقدس درآمدہ باشد از نظر فیض مظہر باریابان حضور لامع النور درگذشتہ باشد اور چھوٹے کو بمطالعہ درآمدہ باشد باشد اور مثل اُسکے لکھتے ہین اُردو مین ہمسر کو ملاحظہ ہوا ہوگا اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور چھوٹے کو پہنچا ہوگا لکھین گے اور اکثر خط کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہین اُسکو اور اکثر کہتے ہین مثلاً فارسی مین ہمسر کو یون لکھتے ہین مضمون عطوفت مشحون پیرایۂ اطلاع یافت اور بڑے کو ارشاد فیض بنیاد مطلع فرمود اور چھوٹے کو بر حقیقتِ مندرجہ آگاہی دست داد یا مدعائے معروضہ معلوم شد اور اُردو مین یہ مطلب یون لکھا جائیگا حقیقت مندرجہ کو بخوبی سمجھا ارشاد فیض بنیاد سے قرار واقعی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال دریافت ہوا یا حقیقتِ معروضہ واضح ہوئی کاتب کے نام خط لکھنے والا اگر ہمسر ہے تو اپنے تئین ہمسر کے مقابلے مین فارسی مین این دوست این مخلص این نیازمند اور بڑے کے مقابلے مین فدوی این غلام این خادم این کمترین این نمک پروردہ اور چھوٹے کے مقابلے مین این جانب دعا گو من دعا بدولت لکھین گے اور اُردو مین ہمسر ہو تو آپ اور بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چھوٹا ہو تو تم لکھنا چاہیے مکتوب الیہ کے نام فارسی مین ہمسر کو آن کرمفرما آن مشفق آن مخدوم آن مکرم آن شفیق آن مہربان اور بڑے کو آن قبلہ آن حضرت آنجناب آن خداوند نعمت والا حضور ملاذمان اور بندگان عالی اور بندگان حضور اور چھوٹے کو آن عزیز آن برادر آن برخوردار آن جان عمر آن سعادت پایہ آن سعادت سرمایہ

آن لخت جگر آن نور دیدہ آن مستعد الخدمت آن فدوی خاص وراردومین اپنے تئین ہمسر کے مقابلے مین فدوی اور کمترین او رغلام اور چھوٹے کے مقابلے مین اپنے تئین ہم لکھین گے
دوسرے شخص کی صفت اگر خط مین کسی دوسرے شخص کا مذکور آجاے تو موافق اُسکے رتبے کے اُسکا القاب لکھکر اُسکا نام لکھتے ہین یعنے اگر ہمسر ہو تو یون لکھتے ہین میر صاحب شفیق سید امیر علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا اور بڑا ہو تو لکھنا چاہیے کہ جناب مولویصاحب مولوی محمد باقر علی صاحب کے فرمانے سے دریافت ہوا کہ جناب عالی متعالی قبلۂ عالم کے حضور سے ارشاد ہوا اور چھوٹا ہو تو برادر عزیز محمد علی اور برخوردار حسین احمد کے بیان سے واضح ہوا کہ گلو کے عرض کرنے سے دریافت ہوا اور اگر نام اُس شخص کا مکرر آوے تو یون لکھنا مناسب ہے کہ ہمنے میر صاحب موصوف کو سمجھا دیا اور مولویصاحب ممدوح سے عرض کر دیا اور جناب عالی قبلۂ عالم کے حضور مین عرض کیا اور برخوردار مذکور اور برادر مرقوم سے کہدیا اور بعضے لوگ مکرم الیہ اور معزی الیہ اور معظم الیہ اور مومی الیہ اور مشار الیہ اور نام بردہ لکھتے ہین
چیز کا بھیجنا اگر کوئی چیز ہمسر کے پاس بھیجی ہے تو لکھنا چاہیے کہ آپکے پاس بھیجدی اور بڑے کو لکھے کہ خدمتِ عالی یا حضور والا مین ارسال کی اور چھوٹے کو لکھے کہ تمھارے پاس یا تمکو بھیجدی
چیز کا مانگنا اگر ہمسر سے طلب منظور ہو تو بھیجد یجیے یا لطف فرمائیے اور بڑے سے طلب کرے تو عنایت کیجیے یا مرحمت فرمائیے اور چھوٹے سے مانگے تو روانہ کرو اور ارسال کرو اور بھیجدو لکھے
اپنے آنے کا حال ہمسر کے مقابلے مین بندہ حاضر ہوا تھا اور بڑے کے مقابلے مین کمترین مشرف خدمت ہوا کمترین ملازمت کو غلام قدمبوسی کو حاضر ہوا تھا اور چھوٹے کے مقابلے مین ہم تمھارے یہان گئے تھے یا مین تمھارے پاس گیا تھا یا حضور یا بدولت رونق افروز ہوئے تھے
مکتوب الیہ کے آنے یا جانے کا حال اگر ہمسر ہے تو اُسکے آنے کو آپ نے کرم فرمایا تھا اور تشریف لائے تھے اور قدم رنجہ فرمایا تھا اور جانے کو آپ جب سے تشریف لے گئے ہین لکھنا چاہیے اور بڑے کو جناب یا حضور

رونق افروز ہوئے تھے یا جب سے کلکتے کو تشریف فرما یا شفقت فرما ہوئے اور چھوٹے کو
تم یہان آئے یا حاضر ہوئے تھے اور جب سے بنارس کو سدھارے یا آگرے گئے ہو
مطلب خط پونہچا حال معلوم ہوا ہمنے پہلے خط روانہ کیا ہے پونہچا ہوگا اُس سے حال
ہمارا دریافت ہوا ہوگا جب سے تم اُدھر گئے ہو کچھ نہین بھیجا ہے اب میر نثار علی پونہچتے
ہین اُنکے ہاتھ پچاس ہزار روپے بھیجو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہین تو تم آپ آؤ خاتمہ
بعد تمام ہونے مطلب کے ہمسر کو لکھے زیادہ کیا تصدیع دون زیادہ کیا تکلیف دیجائے
زیادہ کیا گزارش کرے اور فارسی مین بعضے جو اُسکے بعد فقرہ دعائیہ اور یہی ٹرہاتے
ہین جیسا ایّام جمعیت وشادمانی مدام بکام و عمر و دولت روز افزون باد وغیرہ جو اُردو
مین چاہے تو یون لکھے خوشی وشادمانی ہمیشہ نصیب رہی اور عمر و دولت روز زیادہ ہوتی ہے
اور مثل اسکے اور ٹرے کو زیادہ حد ادب زیادہ کیا عرض کرے واجب تھا عرض کیا سایہ آپکا
ہمارے سر پر ہمیشہ رہے آفتاب دولت و اقبال کا تابان رہے اور چھوٹے کو زیادہ کیا
لکھا جائے تاکید اور تھوڑے لکھنے کو بہت سمجھو اور موافق لکھنے کے عمل مین لاؤ واضح ہو
کہ مطلب خط کا مثلاً اُسیقدر رہے جو اوپر لکھا گیا اور یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ لکھانے والا
اُسکا کوئی جاہل ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ دستور خط لکھنے کا کیا ہے صرف اپنا مطلب بیان
کر دیتا ہے اِس صورت مین لکھنے والے پر واجب ہے کہ کاتب اور مکتوب الیہ کے
مرتبے کو سمجھ لے اور اُس کو تمیز چاہیے کہ یہ مطلب ہمسر کو کس طرح اور ٹرے کو کس طور سے
اور چھوٹے کو کیونکر لکھنا ہوگا اِس صورت مین لکھنے والا اگر تھوڑی سی بھی سمجھ رکھتا
ہے تو قواعد مذکورہ سے یہ مقام بخوبی صاف اور واضح ہو گیا کچھ حاجت زیادہ
تعلیم کی باقی نہ رہی یعنے اگر مقدمہ القاب سے لیکر مطلب اور خاتمے تک جو باتین
ہر ایک کے واسطے لکھی گئی ہین ہر ایک بات پر نظر کر کے لکھے تو پانچ خط اُسی ایک مطلب کے
عبارتِ مختلف مین پیدا ہوتے ہین

پہلا خط ہمسر کے نام

مولوی صاحب شفیق مکرم و معظم زاد لطفہ بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات مسرت آیات کے بیان سے باہر ہے مطلب لکھتا ہون کہ نامہ نامی کے پہونچنے سے دل کو نہایت خوشی حاصل ہوئی مضمون اُسکا بخوبی سمجھا گیا اِسکے پہلے مخلص نے بھی نیاز نامہ بھیجا ہے ملاحظہ ہوا ہوگا اب میر صاحب مشفق میر نیاز علی صاحب حاضر ہوتے ہین پانچ ہزار روپے میر صاحب موصوف کے ہاتھ لطف فرمائیے بعد بندہ حاضر ہوسکتا ہے نہین تو آپ ہی تشریف لائیے زیادہ کیا تصدیعہ دون فقط

دوسرا خط بڑے کے نام جو قرابت رکھتا ہو

برادر صاحب قبلہ و کعبۂ دوجہان امیدگاہِ فدویان مدظلہ بعد آداب و تسلیمات و تمناے ملازمت کیمیا خاصیت کے کہ شرح اُسکی تحریر مین نہین آسکتی گزارش کرتا ہے کہ نوازشنامۂ عالی نے سرفراز فرمایا ارشاد فیض بنیاد سے آگاہی بخشی قبل ازین کہ اس کمترین نے عریضہ ارسال کیا ہے مشرف ہوا ہوگا اب جناب میر صاحب قبلہ میر نیاز علی صاحب تشریف لیے جاتے ہین پانچ ہزار روپے میر صاحب ممدوح کے ہاتھ عنایت ہون تو فدوی خدمتِ عالی مین فیضیاب ہو نہین تو جناب ہی تشریف فرما ہون زیادہ کیا عرض کرون

تیسرا خط بڑے کے نام جو مرتبے مین بڑا ہو

جناب حضرت صاحب پیر و مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکاتہ بعد ادا کرنے کورنش و بندگی اور آرزوے قدمبوسی کے کہ قلم کو طاقت تحریر کی نہین عرض کرتا ہے کہ عنایت نامۂ والا نے عزت و آبرو بخشی اور ارشاد ہدایت بنیاد سے مطلع فرمایا عرضی غلام کی بھی نظرِ فیض اثر سے

گذری ہوگی اب برادر صاحب مخدوم مکرم میر نیاز علی صاحب خدمت اقدس مین فیضیاب ہوتے ہین پانچ ہزار روپے میر صاحب معظم الیہ کے ہاتھ عنایت ہون تو کمترین دولت قدمبوسی کی حاصل کرے نہین تو بندگان عالی آپ رونق افروز ہون زیادہ حدّ ادب

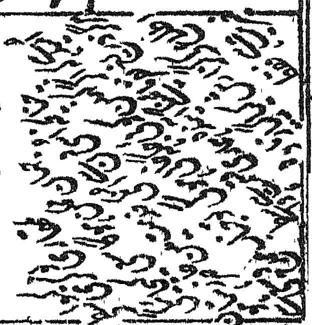
چوتھا خط چھوٹے کے نام جو قرابت مین چھوٹا ہو

برخوردار نور چشم سعادت و اقبال نشان طال اللہ عمرہٗ بعد دعاے درازی عمر اور خواہش دیدار فرحت آثار کے واضح ہو کہ خط مسرت نمط پونہچا مطلب دریافت ہوا پہلے ہمنے بھی ایک خط روانہ کیا ہے تمھارے مطالعے مین آیا ہوگا اب عزیز از جان میر نثار علی پونہچتے ہین پانچہزار روپے اُنکے ہاتھ بھیجدو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہین تو تمھارا آنا ضرور ہے زیادہ اس سے جو لکھا جاے اسکو تھوڑا جانو فقط

پانچوان خط چھوٹے کے نام جو رتبے مین چھوٹا ہو

معتمد الخدمت شرافت دستگاہ خوش اور محفوظ رہو عرضی مرسلہ پونہچی حال معلوم ہوا نوشتہ ہمارا بھی تمکو پونہچا ہوگا اب عزیز القدر نثار علی روانہ کیے جاتے ہین چاہیے کہ پانچہزار روپے مشار الیہ کے ہاتھ بھیجدو تو ہم آدین نہین تو تم اپنے تئین پونہچاؤ زیادہ تاکید جانو اور تحریر خطوط کا طرز بھی یاد رکھنے کے قابل ہے اندنون تو اکثر یونہین لکھتے ہین کہ ہمسر اور چھوٹے کو ایک فرد کاغذ بیچ سے شکن دیکر پیشانی پر الف کھینچکر او پیشانی چھوڑ کر ایک طرف سیدھی سطرین اور کناری پر ٹیڑھی سطرین لکھتے ہین اس صورت سے

ہمسر اور چھوٹے کے نام کے خط کا نقشہ



میر صاحب مشفق مہربان کرمفرماے مخلصان زاد عنایتہ

بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے مدعا یہ ہے کہ بندہ محرم کی دسوین تاریخ جمعہ کو دولت خیریت سے اگرہین پونہچا جناب مجہ لولصاحب سے اسی دن ملاقات کیا چاہتا تھا مگر اس سبب سے کہ شاید کربلا گئے ہون نہین گیا دوسرے دن انکی خدمت مین حاضر ہوا نہایت تپاک اور اخلاق سے ملاقات فرمائی اور اپنا آدمی بھیجا کر اسباب ہمارا سراے سے اٹھا منگایا اور فرمایا کہ

اور بڑے کے خط کی صورت یا تو کتابی ہوتی ہے یعنے دونون طرف سے حاشیہ تہ کے اوپر پیشانی
زیادہ چھوڑ کے پہلے القاب بیچ سطر مین اُسکے بعد سب سطرین سیدھی لکھتے ہین اس طرح پر

بڑے کے نام کے خط کا نقشہ

عمو صاحب قبلہ و کعبۂ دو جہان مدظلہ العالی

بعد آداب اور تسلیمات کے عرض کرتا ہے کہ آج نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ
مقام کانپور مین داخل ہوا اور کل دوپہر کے بعد لکھنؤ کو کوچ کریگا فدوی بھی لشکر کے ساتھ روانہ
ہوگا اسواسطے گزارش ہے کہ کوئی مکان قابل گزارے کے میرے رہنے کا مقام علیحدہ اور شاگرد پیشہ
اور باورچی خانہ وغیرہ علیحدہ ہو اور باہر اُسکے گھوڑے اور پالکی اور اونٹ اور چھکڑے کی گنجایش ہو
پہلے سے کرایہ لے رکھیے گا کہ وقت پہونچنے کے تلاش کی حاجت اور تکلیف نہو زیادہ حد ادب فقط

عریضۂ کمترین فیاض علی

یا عرضی لکھی جاتی ہے یعنے سیدھا مد کھینچکر اُسکے اوپر القاب اور نیچے سے سیدھی سطرین لکھتے ہین

عرضی کا نقشہ

خداوند نعمت فیاضِ زمان دام اقبالہ

عالیجاہا فدوی دو برس سے اُمیدوار پرورش حضور والا مین حاضری
اور اکثر ارشاد ہوا کہ وقت خالی ہونے کسی عہدے کے حکم مناسب دیا جائیگا جو ان دنون
عہدہ روبکار نویسی کا بندگان عالی کی کچہری مین ہے اس صورت مین اُمیدوار فضل و کرم کا
ہون کہ پرورش فدوی کی اس عہدے پر فرمائی جاوے تو عین خداوندی ہے۔ واجب تھا عرض کیا
آفتاب دولت اقبال کا ہمیشہ تابان رہے

اور عدالت کے کاغذون کے لکھنے کا طرز جدا ہے کہ اسکا بیان اگر خدانے چاہا دوسرے رسالہ مین کیا جائیگا لیکن چند سوالات کا نقشہ نمونے کی طور پر لکھدیا جاتا ہی کہ مبتدی اسکے لکھنے کی طرز سی آگاہ ہو جائے

سوال کا نقشہ صاحب جج کے واسطے

غریب پرور سلامت - مجھ مدعی کا مقدمہ مسمی شیخ امام بخش مدعا علیہ کے نام پر بابت دخل پانے ایک منزل حویلی قیمتی دو سو بائیس ۲۲۲ روپے کے منصف شہر کی کچہری مین دائر ہے اگرچہ منصف صاحب کے انصاف سے مجھے امید ہے کہ اپنے حق کو پہنچون گا لیکن مدعا علیہ منصفی کا وکیل ہے اس سبب سے بھی اندیشہ اس بات کا ہے کہ کاغذات مین کسی طرح کی چالاکی نکرے اسواسطے امیدوار ہون کہ مقدمہ میرا منصف شہر کی کچہری سے طلب ہو کر خواہ حضور مین فیصلہ ہو یا صدر الصدور صاحب کی کچہری مین تجویز کے واسطے بھیجدیا جاوے فقط عرضی امین اللہ مدعی معروضہ

سوال کا نقشہ صاحب کلکٹر کے واسطے

غریب پرور سلامت - موضع مٹی پور پرگنہ متو زمینداری موروثی مجھ نمبردار کی ہے اور آج تک اسپر قابض اور متصرف ہون اندنون مجھ سائل نے موضع مذکور کو سات سو پچیس ۷۲۵ روپے کے عوض ساہ پور مل کے ہاتھ بیچکر قبالہ بیعنامہ لکھدیا اسواسطے یہ سوال حضور مین گذران کر امیدوار ہون کہ مجھ نمبردار کا نام خانہ زمینداری سی خارج ہو کر مشتری کا نام داخل فرمایا جاوے فقط

سوال کا نقشہ صاحب مجسٹریٹ کے واسطے

غریب پرور سلامت - داد خواہ اپنی دیوار جو اس برسات مین گر پڑی تھی بلند کیا چاہتا ہی لیکن شیو رتن چودھری زبردستی اٹھانے نہین دیتا اور مزدورون کو مار پیٹ کرتا ہے اور ہنگامہ فساد پر مستعد ہوتا ہی اور اسکے پہلے ۲۶ جون کو میرے سوال پر کوتوال شہر سے کیفیت طلب ہوئی تھی سو ابتک نہین پہنچی

طرف ثانی کا کچھ حرج نہین اور داد خواہ کو مکان کے بے قید ہونیسے بڑا خوف چور یکا رہتا ہو اور بے پردگی سے بہت تکلیف ہے اسواسطے اُمیدوار ہون کہ کوتوال کو تاکید فرمائی جاوے کہ دیوار تنازعہ لوا بنی آنکھ دیکھکر بنا کرین کہ مکان کا نقشہ مع کیفیت کے حضور مین جلد بھیجدین کہ فدوی اپنے حق کو پونہچے فقط

عرضی بھوانی دین بقال معروضہ

واضح ہو کہ شُقّہ اور پروانہ اور فرمان کے لکھنے کی صورت ایک ہی لیکن جو بادشاہ کے حضور سے آدی تو اُسکو فرمان اور امرا اور وزرا اور ناظم اور حکّام کیطرف سے آوے تو اُسے شُقّہ اور پروانہ کہینگے صورت اسکی یہ ہے

	فرمان یا شُقّہ یا پروانے کا نقشہ	
	فدوی خاص عقیدت نشان ارادت بنیان مرزا احمد رحم عرضداشت اُس فدوی خاص کی نظر سے گذری دس ہزار روپیہ جو قلعہ کی مرمّت کیلیے طلب کیا ہے خزانہ عامرہ سے بھیجا جاتا ہے جس طرح آگے ارشاد ہوا ہے اِس روپے کو مرمّت مین لگادو اور رجا ہے کہ نوروز کے جشن کے پہلے قلعہ کی کل مرمّت ہوجاے اِس امر مین تاکید جان کر موافق ارشاد فیض بنیاد کے عمل مین لاؤ فقط المرقوم غُرّہ شہر ربیع الاول سنہ جلوس الا	

لفافہ جس کاغذ مین خط لپیٹا جاے اُسکو لِفافہ کہتے ہین ایک طرف سے بالکل صاف بدون وصل کے ہوتا ہے اور دوسری طرف وصل ہوتا ہے کہ اُسکو لاکھ اور گوند وغیرہ سے بند کرتے ہین جدھر صاف ہوتا ہے اُس طرف پہلی سطر مین سرے پر صرف لفاظ انشااللہ تعالی یا بالعون تعالی کے لکھکر اُسکے برابر خواہ اُسکے نیچے سے پتا اور نشان اُس ملک و مقام کا جہان خط بھیجنا منظور ہے اور مکتوب الیہ کا نام مع اُن القاب کے جو خط مین اُسکے واسطے لکھا گیا ہو لکھا جاتا ہی اور اِس سطر کے نیچے گوشے مین وہ کلمات جو خط کے پونہچنے کے واسطے دُعا کے طور پر ہوتے ہین اور ہر ایک کے مذہب کے موافق مقرر ہین لکھتے ہین اور جدھر بند کیا جاتا ہی اُدھر کاتب کا نام اور تاریخ اور روانگی کا دن لکھا جاتا

نقشہ لفافہ اُس ہمسر کے نام

بعونہٖ تعالیٰ خط ہذا در بیت السلطنۃ لکھنؤ بہ محلہ مغل پورہ رسیدہ بمطالعہ ساطعہ یا بمطالعہ سامی یا بمطالعہ گرامی یا بسامی خدمت خانصاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم امیر اللہ خانصاحب ادعنایۃ

اور بڑے کے واسطے

انشاء اللہ تعالیٰ لفافۂ ہذا در بلدہ کانپور محلہ پٹکاپور رسیدہ بسر در مطالعہ یا مطالعہ مباہجہ برادر عزیز از جان قوت بازوے ناتوان شیخ امیر اللہ طال عمرہ اور دوسری طرف جدھر خط بند کیا جاتا ہے اپنا نام اور تاریخ ہمسر کے مقابلے مین اس طرح رقیمۃ الوداد یا رقیمۂ نیاز محررہ یا ملتمسہ حسین علی عفا اللہ عنہ سیاتہ - از اکبر آباد - ٢٥ - ربیع اول ١٢٦٣ھ ہجری

اور بڑے کے مقابلے مین

عریضہ یا عرضی   از مراد آباد معروضۂ نہم ماہ محرم حال ١٢٦١ھ ہجری   کمترین ایمان علی

اور چھوٹے کے مقابلے مین

الراقم یا رقیمۂ الدعا عابد العلی عفا اللہ عنہ از گورکھپور مورخہ ٢ - یا مرقومۂ دہم شعبان ١٢٥٦ھ ہجری

واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ یا ادنیٰ کے نام کا خط جو ہوگا اُسکے لفافے پر مطالعہ اور فقرۂ دعا جو خط پہنچنے کے لکھتے ہین نہ لکھین گے صرف پتا اور اُسکا القاب و نام لکھدینگے اور قاعدہ دانوں سے مخفی نہین ہے کہ یہ الفاظ جو لفافے کے واسطے موافق مرتبۂ اعلیٰ اور ادنیٰ اور مساوی کے فارسی مین مقرر ہین اُردو زبان مین ترجمہ اُسکا کیونکر ہو سکتا ہے یعنی بسامی مطالعہ اور گرامی مطالعہ اور شرف خدمت اور نظر فیض منظر اور عالیجناب اور حضور فیض گنجور یا مفتوح باد اور مشرف باد

اور رقیمۃ الوداد اور عرضی وغیرہ کے عوض مین ہندی کا کون لفظ قائم کیا جاے مگر یہ کہ اگر فارسی مٹا کر خواہ مخواہ ہندی لکھا چاہتا ہے تو وہ سب باتین چھوڑ کر یون لکھے ۔ یہ خط لکھکر محلہ سعادت گنج مین پونہچکر میر صاحب مشفق یا برادر صاحب قبلہ یا برخوردار سعادت نشان فلانے کو پونہچے اور دوسری طرف اپنا نام امیر علی مقام مین پوری چوتھی رمضان ۱۲۶۳ہجری قاعدہ تحریر مین اگر نام کسی پیغمبر کا آوے تو اُس نام کے بعد علیہ السّلام اور اپنے پیغمبر کے نام نامی کے ساتھ صلّے اللہ علیہ وسلّم یا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ اور اُنکے اصحاب مین اگر ایک نام ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو نام ہون تو رضی اللہ عنہما اور اُس سے زیادہ ہون تو عنہم اور اولیا کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہ اور دوسرے اشخاص کے واسطے بڑا ہو یا چھوٹا مرد اگر مرگیا ہو تو مرحوم اور مغفور اور عورت ہو تو مرحومہ اور مغفورہ اور بادشاہ کے حق مین حضرت خلد مکان اور جنّت آرامگاہ یا جو لقب بعد مرنے کے اُنکے لیے مقرر ہوا ہو جیسے حضرت نوح پیغمبر علیہ السّلام اور حضرت احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہما اور حضرت خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان المشائخ سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز اور والد مرحوم برادر مغفور اور والدہ صاحبہ مرحومہ اور حضرت ظلّ سبحانی خلد مکان اور ادنے کم رتبے کے واسطے مرد ہو تو متوفی جیسے پیرو جولاہہ متوفی اور عورت ہو تو متوفیہ جیسے جمنی بھٹیاری متوفیہ اور ہندو اگر رتبہ رکھتا ہو تو اُسکو بھی متوفی لکھنا چاہیے جیسے رام سنگھ زمیندار متوفی

تیسرا باب خطوط اور رقعات مین

پہلی فصل مین ہمسرون کے خطوط اور اُنکے جواب و اِس فصل مین چھ خط اور ایک رقعہ مع جواب اور ایک خط غیر جوابی ہے پہلا خط جواب طلب سے مرغ جان کو قفس تن سے رہائی ہوتی لیکن اُس جانِ جہان سے جدائی ہوتی ۔ شفیق میرے جس دن سے آپ کلکتے تشریف

لے گئے لکھنؤ کا شہر میری آنکھون مین اجاڑ اور گھر مجھے ایک کالا سا پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور بیٹھتا
ہون تو جگر مین درد بے اختیار ایسا اٹھتا ہے کہ بیچین ہو کر اٹھ کھڑا ہوتا ہون تو ناتوانی سے
تھرتھرا کر ناچار بیٹھ جاتا ہون رونگٹا رونگٹا بدن مین نشتر سا چبھتا ہے اور کلیجا آٹھ آٹھ [illegible]
انگارے کی طرح پھکتا ہے کھانا پینا چھوٹ گیا اور دل کے زخم کا ٹانکا ٹوٹ گیا نیند تو خواب
مین بھی صورت نہین دکھاتی اب موت بھی مجھسے آنکھ چراتی ہے دن کو بے پانی کے مچھلی کی طرح
تڑپتا ہون رات کو کروٹین بدل بدل کر کانٹون پر لوٹتا ہون مین تو بہتیرا اپنے تئین سنبھالون لیکن
بقول مصحفی صاحب کے دل کو کیا کرون ہیہات دل کے دھڑکے کا یہ عالم ہے کہ دہشت دست جنون سے ٹکڑے
ہو ہو کے گریبان اڑا جاتا ہے + افسوس کی بات ہے کہ میرا تو آپکی یاد مین یہ حال ہے اور آپنے ایسا
مجھے دل سے بھلایا کہ کبھی پیام اور سلام سے بھی یاد نفرمایا خدا کے واسطے اپنی خیریت سے تو مطلع فرمائیے
اور خوشخبری ملاقات کی جلد سنائیے اور اگر ممکن ہو تو ایک گھڑی انگریزی تحفہ لیکر بھجوائیے کہ جدائی
کے رنج سے تارے تو گنتا ہی رہتا ہون اب ہر ساعت آپکے انتظار مین گھڑی کے دم شماری کیا کرون

دوسرا خط اسکے جواب مین

ع خواب مین تمنے اگر شکل دکھائی ہوتی   جو بلا جان پہ آئی ہے نہ آئی ہوتی
شفیق میرے عنایت نامہ کیا پہونچا مصرعہ گویا مردے کے جلانے کو مسیحا پہونچا + کاغذ اسکا دل
کے زخم کے واسطے کافور کا مرہم تھا اور ہر نقطے پر محبوب کے تل کا لطف اور ہر سطر پر معشوق کی زلف
کا عالم تھا سفیدی اسکی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی پتلی کی سیاہی تھی جس قلم سے یہ نامہ لکھا گیا گویا
سرمے کی سلائی تھی کہ اسکے ہر لفظ سے آنکھ روشن ہوگئی اب اپنا حال کیا لکھون کہ جدائی سے جلتا بھنتا
رہتا ہون اور آٹھ پہر آپ ہی کی کہانی دل سے کہتا ہون ہڈیان شمع کی طرح جلتی اور مثل موم کے
پگھلتی ہین دبلا اتنا ہو گیا ہون کہ پانی کی لہر کی طرح اپنے آنسوؤن کے دریا مین آپ ہی بہا جاتا ہون
ہر چند کہ زندگی کا کچھ بھروسا نہین ہے لیکن اگر حیات باقی ہے تو پھر وہی صحبت اور وہی باتین اور وہی

دن رات کی ملاقاتین اور وہی شکار اور وہی عیش باغ کی سیر ہے اور رہ گئے تو اپنا قاتحہ یا حجرہ
گھڑی بہت نفیس اور عمدہ بھیجتا ہون اُسکی سوئی سے آپ ہماری ناتوانی اور سرگردانی سمجھیں
کہ اوپر نرے اُسکے ہمارے دل کے پُرزونکی خبر دینگے زیادہ سواے اشتیاق ملاقات کے اور کیا لکھون

تیسرا خط جواب کے طلب مین

خانصاحب مشفق مہربان کرمفرما میرے سلامت رہین۔ بعد سلام اور اشتیاق ملاقات
کے گزارش ہے کہ آغا سید محمد صاحب شیرازی مال پشمینے کا کئی دن سے یہان لائے ہین اُس مال مین
ایک دوشالہ سفید دوردار سوزنکار قیمتی بارہ سو روپیہ کا مجھے بہت بھلا معلوم ہوا اُسکو بیعانہ دیکر
آٹھ دن کے وعدے پر جاکر لیکر رمضان علی خدمتگار اور ریشن کہار کے ہاتھ خدمت عالی مین روانہ کیا ہے اگر پسند ہو تو
رکھ لیجیے اور اطلاع کیجیے کہ باقی قیمت بھی ادا کر دیجاوے نہین تو پھیر بھیجیے کسواسطے کہ بعد آٹھ دن کے پھر نا مشکل ہے زیادہ خیریت

چوتھا خط اُسکے جواب مین

منشی صاحب مخدوم مکرم عنایت فرماے نیازمندان زاد عنایتہ۔ بعد سلام اور اشتیاق
مواصلت کے یہ التماس ہے کہ نامہ نامی مع دوشالہ سفید دوردار قیمتی بارہ سو روپے کے پہونچا شکر اس
عنایت کا کہانتک ادا کرون مجھے ایسے دوشالے کی بہت دنون سے تلاش تھی فی الحقیقت بہت ہی تحفہ
ہے اور نیازمند کو نہایت پسند ہوا ہنڈوی پندرہ سو روپے کی پہونچتی ہے بارہ سو روپے بابت
قیمت دوشالے کے سوداگر کو دیکر تین سو روپے کا رومال اُسی کی جوڑ کا خرید کر کے عنایت فرمائیے زیادہ نیاز

پانچوان خط جواب کے طلب مین

راجہ صاحب عالی قدر قدر افزاے نیازمندان زاد اشفاقہ۔ شرح اشتیاق ملاقات کیواسطے
ایک دفتر چاہیے ناچار اُس سے درگذر کر کے مطلب عرض کرتا ہون کہ بندۂ ناچیز ہر چند کسی بات کی

لیاقت نہین رکھتا لیکن سرکاری کی مختاری کے عہدے پر مامور ہوکر دو برس سے حاضر باش کچہری تھا اور تین مرتبہ مقدمہ آپکا تجویز ثانی کے واسطے ضلع پر بھیجا گیا اور پھر عدالت صدر مین دائر ہوا بارے الحمد للہ کہ بندے کی شرم خدائے تعالی نے رکھ لی یعنے مقدمہ آج تینون حاکم کے اجلاس مین پیش ہوکر ضلع کا فیصلہ منسوخ ہوا اور آپکے حق مین ڈگری ہوئی حق تعالی آپکو مبارک کرے اب ہماری محنت اور جانفشانی کی قدردانی آپکے ہاتھ ہے زیادہ کیا عرض کرون

چھٹا خط اُسکے جواب مین

میر صاحب مجمع الطاف بیکران زاد محبتہ۔ بعد شوق معانقہ جسمانی کے کہ موجب لذت زندگانی ہے مدعا لکھا جاتا ہے کہ خط آپکا واسطے اطلاع سرسبزی مقدمہ کے پہونچا دل کو نہایت خوشی حاصل ہوئی حقیقت مین ریاست خاندانی ہماری آپکی محنت اور جانفشانی سے قائم رہگئی مختاری کیسی ہمنے آپکو اپنے سے بہتر تجویز کرکے مقدمہ کی پیروی اور خبرگیری کے واسطے تکلیف دی تھی بالفعل ایک دوشالا اور رومال اور ایک گھوڑا مع ساز ہدیے کے طور پر بھیجا جاتا ہے اگر قبول فرمائیے تو عین مہربانی ہے اور ہم ساری عمر آپکی خدمتگذاری کے واسطے حاضر ہین زیادہ اشتیاق

ساتوان خط جواب طلب مین

مولوی صاحب مصدر اشفاق فراوان مظہر اخلاق بے پایان زاد عنایتہ۔ بعد سلام اور تمنائی ملاقات کے عرض کرتا ہون کہ بندہ آپسے رخصت ہوکر فرخ آباد مین پہونچا اور صاحب مجسٹریٹ بہادر سے ملازمت حاصل کی صاحب ممدوح نے کارگزاری کے پروانے اور نیکنامی کی چٹھیان ملاحظہ فرماکر امیدوار فرمایا کہ جب کوئی عہدہ خالی ہوگا پرورش تمھاری کیجائیگی بالفعل کوئی عہدہ خالی نہین ہے شاید چند روز کے بعد کوئی تھانہ داری خالی ہو اُسی امید پر اگر فرمائیے تو ٹھہرون نہین تو جیسا ارشاد ہو ویسا عمل مین لاؤن زیادہ کیا تصدیعہ والسلام فقط

آٹھوان خط اُسکے جواب مین

مرزا صاحب سراپا لطف و عنایت زاد محبتہ - بعد ہدیہ سلام مسنون و اشتیاق ملاقات مسرت آیات
واضح رای سامی ہو کہ محبت نامہ عین انتظار مین پونہچا حال مرقومہ دریافت ہوا بندے کی رای مین اگر
کوئی عہدہ سررشتہ داری خواہ وکالت نویسی یا اظہار نویسی کا خالی ہو تو مضائقہ نہین ہے نہین تو تھانہ داری
ہرگز قبول نفرماییے گا بھوکا اور ننگا رہنا بلکہ بھیک مانگنا بہتر ہے مگر تھانہ داری کی نوکری سب سے
بدتر ہے عجب طرح کا عہدہ ہے کہ اگر کوئی واردات اور سانحہ مثل چوری اور خون وغیرہ کی اپنے علاقہ
مین ہو جاوے اور چور اور خونی گرفتار نہو تو ادھر تو حکام ناراض ہوتے ہین ادھر نارسائی ثابت ہوتی
بلکہ نوکری بھی جاتی ہے تب خواہ مخواہ بیگناہ پر بھی گناہ ثابت کرنا پڑتا ہے پھر اس طرح کا وبال اپنے
سر لینا اور تہمت کسی پر رکھدینا کسی مذہب مین جائز نہین ہے آیندہ آپکو اختیار ہے زیادہ خیریت

نوان خط جواب طلب

حضرت سلامت - بندہ آج آپکے خط کے وسیلے سے لالہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا فی الحقیقت جیسی قدر
ثنا اور صفت اُنکی آپکی زبان سے سُنی تھی اُنکو ویسا ہی پایا میرے ساتھ نہایت محبت اور اخلاق سے پیش آئے اور
فرمایا کہ مین آپکے کام مین جان و دل سے محنت کرونگا اگرچہ اُنکی وضعداری دیکھکر میرا اطمینان قرار واقعی ہو گیا
لیکن بعضی باتین پہلے سے گوش گزار کردینا مناسب ہین اور بندہ خود اُسکو کہہ نہین سکتا اس صورت مین اگر حضور وقت
کو وقت خود تشریف لیچلین اور بندہ بھی ساتھ چلے تو سب باتین اُسیوقت بخوبی طے ہوسکتی ہین زیادہ کیا تکلیف دیجاے

دسوان خط اُسکے جواب مین

بندہ نواز لالہ صاحب کی تعریف آپ جو کچھ لکھین سچ تھوڑی ہے یہ شخص خلق اور مروت مین اپنا نظیر
نہین رکھتا اگرچہ بندے کی حاضری کی کچھ ضرورت نہ تھی اور مومی الیہ آپکے فرمانے سے کبھی باہر اور

تو اصر نہین ہوتا لیکن موافق ارشاد کے کل چار بجے حاضر ہونگا اور ہمراہ رکاب چلونگا زیادہ نیاز

گیارھوان خط جواب طلب

شاہ صاحب معدن معرفت و حقیقت مخزن شریعت و طریقت زاد عرفانہ ۔ بعد تمہید لوازم نیاز اور مراسم سلام مسنون الاسلام کے مکلف اوقات بابرکات ہوتا ہون کہ آج ایک مجلس مین ذکر تفسیر اور حدیث کا ہوتا تھا بیان الم کا آگیا او گفتگو اس بات مین ہوئی کہ مفسرین نے جو ان حروف کا بیان تفسیرون مین لکھا ہے سو معلوم ہے لیکن معلوم نہین کہ حضرت صوفیہ اپنے طور پر کیا فرماتے ہین آخر یہ بات ٹھہری کہ حضرت کو کچھ اسکے بیان کی تکلیف دیجائے اسواسطے اُمیدوار ہون کہ جناب کسی قدر اسکے بیان مین تکلیف فرمائین تو ہم لوگون کو فائدہ حاصل ہو زیادہ کیا گزارش کرون

بارھوان خط اُسکے جواب مین

محب الفقیر المحبوب لہا سلامت ۔ سلام تحفہ اسلام فقیر کی طرف سے ہدیہ پہونچے پھر سوال کا جواب ملاحظہ ہو کہ الف اشارہ ہے اپنی یکتائی کا کہ مین ایک ہون اکیلا سب سے جدا ابتدا کے اول اور آخر مین مین ہون اور انتہا کی بھی اول و آخر مین ہون پھر لام جو اُس سے ملا اُسکو اگر سیدھا پڑھیے تو الف لام استغراق ہے یعنی فرا اس کیلیے پن کا وہی پاے جو سب سے بلکہ آپ اپنے سے بھی الگ ہو کر مجھی مین ڈوب جاے یا یون کہیے کہ مین ہی کل ہون بالکل کو احاطہ کیے ہوئے اور اگر اُلٹ کر پڑھیے تو لا ہوتا ہے یعنی مجھ سوا کوئی دوسرا موجود نہین ہے اور حرف لام کو اگر لفظ کے طور پر لکھیے تو لام لکھنے مین آتا ہے جسکے بیچ مین وہی الف ہے یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ احدیت میری چھپی ہوئی ہے پھر حرف لام کے پڑھنے مین بھی میم زبان پر آتی ہے اور لکھنے مین بھی میم لکھی جاتی ہے یہ میم محمد کی محبوبیت کی ہے وہ یہ رمز ہے کہ الوہیت کی لام کے باطن مین میم محمد مخفی ہے اور ظاہر مین بھی ظاہر ہے اسواسطے ظاہر کرکے بھی لکھا گیا کہ الف لام میم اس الم کو الٹا کرکے پڑھیے تو ملا ہوتا ہے جسکے معنی بھرے ہوئے کے ہین خلا کے مقابلے مین جو

خالی ہے ہوا کو کہتے ہین اپنے تئین خودی سے خالی کر تو جہان میری خدائی سے بھرا ہوا ہے خوب
خلا ملا ہو کر سب مین ملا ہوا ہون گو ظاہر مین چھپا ہوا ہون لیکن باطن کی آنکھ سے تو برملا ہون اگرچہ فقرا
میں بہت نکتے باریک و یہی کہتے ہین کہ سمجھنا اسکا دشوار ہے کس واسطے شکر جب چکھی تو منھ میٹھا ہو
صرف شکر شکر کہنے سے فراز بان پر نہین آتا لیکن جتنا بیان مین آسکتا تھا لکھا گیا والسلام اللہ بس باقی ہوس

تیرھوان خط جواب طلب

بلبل ہزار داستانِ خوش بیانی طوطیِ شکرستانِ سخن سخندانی سلامت۔ بعد شرح اشتیاق ملاقات
کے کہ قلم اُسکی تقریر و تحریر سے عاجز ہے التماس کرتا ہون کہ پہلی تاریخ شوال کو حضرت والد مرحوم
مغفور نے اِس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت فرمائی خوشی کا سامان سب سببِ ماتم اور عید کا
دن میرے لیے محرم ہو گیا لیکن جو قضا و قدر سے کچھ چارہ نہین ہے چار و ناچار صبر کیا اجناب عمو صاحب
قبلہ کہ سوا اُنکے کوئی دوسرا اپنا سرپرست نہین ہے چاہتے ہین کہ تقریب عید کے مہینے مین میری نکاح سے
فراغت ہو جائے ہر چند کہ والد بزرگوار کے غم و الم مین شادی ماتم سے بدتر معلوم ہوتی ہے مگر چچا صاحب کے
سامنے مجال دم مارنے کی نہین اس سبب سے مجبور ہو کر راضی ہونا پڑا جو شریک ہونا آپکا اس تقریب مین ضرور ہے اسواسطے
عرض کرتا ہون کہ آپ جس طرح ممکن ہو رخصت لیکر بیسوین ذیحجہ تک تشریف لائیے زیادہ کیا تکلیف دون

چودھوان خط اُسکے جواب مین

مجموعۂ انشا شیرین زبانی دیباچۂ کتاب سخن و معانی زاد حشمتہٗ۔ قلم بعد تشریح مراتب اشتیاق آرزومندی
کے تعزیت کے مضمون سے آنسو بہاتا ہے اور کچھ خوشی مین آکر مبارکباد کا مضمون بھی زبان پر لاتا ہے اسطرح
زمانے مین خوشی اور غم دونون کا چولی دامن کی طرح ساتھ اور دُنیا مین دھوپ چھانون کی طور پر
شادی کے ہاتھ مین ماتم کا ہاتھ ہے دو پھول ایک ہی شاخ مین پھولتے ہین ایک دولھا دلھن کے سہرے کے
کام آتا ہے دوسرا میت کی تربت پر چڑھایا جاتا ہے دو موتی ایک سیپ مین پیدا ہوتے ہین ایک کو بادشاہ کے

تاج مین لگاتے ہین دوسرے کو کھرل مین پیسکر دوا مین ملاتے ہین ایک ہی کافور سے شمعین بنتی ہین ایک محفل قصے کے کام آتی ہے دوسری مُردے کے مزار پر جلائی جاتی ہے چمن مین اگر کلی کھلکھلا کے ہنستی اور خوش ہوتی ہے شبنم اُسکے ہنسنے پر بے اختیار روتی ہے جس باغ مین خزان ہو وہان بہار بھی ہے اور جہان گُل ہے وہان خار بھی ہے بادام کے پوست اور مغز کو دیکھیے کہ سختی اور نرمی ایک ہی جگہ نمودار اور برف کو سوچیے تو گرمی اور سردی اُسکے ساتھ ہی موجود ہے سُرخی و زردی گُل رعنا کی دلیل ہے اس بات پر کہ عالم مین جب تک بنی آدم ہین خزان اور بہار دونون باہم ہین تقدیر نے اگر صبح کو لباس دن سفید خوشی کا پہنایا تو شام کے واسطے جامۂ سیاہ ماتمی بنایا حاصل یہ ہے کہ آپکے والد ماجد کا عین عید کے دن انتقال فرمانا گویا اسی گردش لیل و نہار اور رنج و راحت اور خزان بہار کا تماشا دکھانا تھا اِس غم نے جتنا رولایا تھا اُتنا ہی آپکی شادی نے ہنسایا اُس افسوس مین آسمان جو ماتمی لباس پہنے ہوئے نظر آیا تو شفق کی سُرخی نے وہین خوشی کا رنگ بھی دکھایا سچ مین پہلے دو ہتڑ جو مُنھ پر مارا تو پھر خوشی مین وہی دونون ہاتھ اُٹھا کر یون دعا مانگی کہ خدا اُس مرحوم کو جنت نصیب کرے اور آپ سلامت رہین اور یہ شادی مبارک ہو بندہ بھی اداے رسم فاتحہ اور شرکت محفل شادمانی کے واسطے ضرور ضرور حاضر ہوگا زیادہ والسلام

پندرھوان خط غیر جوابی

شفیق میرے سلمہ - بعد سلام کے واضح ہو کہ بعضے دوستونکے بیان سے دریافت ہوا کہ آپ کُٹنی کی فریب مین آکر عورت کے حسن و جمال کی صرف تعریف ہی سُنکر ایسے شیفتہ اور فریفتہ ہوگئے کہ گھر بار سب یکبارگی بھلایا اور تمام عزیزون کی محبت سے دل اُٹھایا اب دس ہزار روپے پر معاملہ نکاح کا ٹھہرا ہے اُسمین پانچہزار روپے کا تو اپنا اسباب بیچا اور پانچہزار روپے قرض لیا چاہتے ہین اگرچہ حجاب کے سبب سے مجھکو آپنے کچھ نہین لکھا مگر انھین دوستونکے اظہار سے یہ دریافت ہوا کہ اِس امر مین بھی اجازت چاہتے ہین بہت تعجب ہوا کہ اوّل تو سُنی سُنائی بات کا کیا اعتبار ہے دوسرے آپ ایسا آدمی

جو عورتیں کے دام میں آجاتے تو اونکا خدا حافظ ہے اب میں اس امر میں کیا عرض کرون اور اجازت کیا لکھون

دوسری فصل مین بڑونکے نام کے خطوط

اور اس فصل مین پانچ خطوط جواب طلب اور پانچ خط اونکے جواب مین اور ایک خط غیر جوابی سب گیارہ خط ہین

پہلا خط جواب طلب

قبلہ حقیقی و کعبہ تحقیقی دام ظلہم - بعد ادا کرنے تسلیمات اور آداب بندگی کے عرض کرتا ہے کہ جناب کی بیکاری اور زیر باری کا حال سُنکر طبیعت کو نہایت قلق اور اضطراب ہے تا ہی بالفعل اس کچہری مین کوئی سبیل نوکری کی نظر نہین آتی مگر جناب ولیم جکسن صاحب بہادر کہ عدالت صدر دیوانی مین حاکم بالاستقلال مقرر ہوئے ہین اور جناب ہنری نیگ ہارنگٹن صاحب بہادر کہ ضلع جونپور مین صاحب جج ہین فدوی پر ہمیشہ سے نظر تفضلات رکھتے ہین اور دونون حکام والاشان سے امید قوی ہے کہ قدردانی اور غربا نوازی کی راہ سے اگر کہین بھی کوئی جگہہ خالی ہو گی تو آپکی پرورش فرماوینگے اسلیے گزارش ہے کہ اگر آپکی مرضی ہو تو عرضی اپنی بھیجدیں بدون آپکی اجازت کے عرضی نہین بھیج سکتا کہ مبادا وہانسے طلب کا حکم صادر ہو اور آپ قصد نفرمائین تو کمترین کو شرمندگی حاصل ہو گی زیادہ حد ادب

دوسرا خط اسکے جواب مین

عزیز از جان سعادت و اقبال نشان طال عمرہٗ - بعد دعا اور تمنا سے دیدار کے واضح ہو کہ مکتوب بہجت اسلوب پونہچا حال معلوم ہوا جو ہماری بیکاری اور زیر باری کا حال تمہین اچھی طرح دریافت ہے اس صورت مین اگر کلکتہ خواہ جونپور سے موافق تمہاری لکھنے کے ہماری طلبی ہو گی تو ہمکو جانے مین کچھ عذر نہو گا لازم ہے کہ عرضیان اپنی لکھکر بھیجا چاہیے ہو تو جلد بھیجو اور جواب آنیکے بعد جلد اطلاع کرو زیادہ دعا

تیسرا خط جواب طلب

قبلہ صوری و معنوی و کعبہ دینی و دنیوی مد ظلہ العالی قلم ارادت رقم آداب کی راہ کو سر کے

ل طے کرکے عرض کرتا ہے کہ سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین کوئی تعلقہ خرید کرکے وہان بھی
کچھ ریاست پیدا کیجیے اسواسطے ہنڈوی پچاس ہزار روپے کی ساہ بہاری لال گوبند لال مہاجن
کی کوٹھی سے لالہ گورسین ہیرو مل کے نام اس عریضے کے ساتھ روانہ کرکے امیدوار ہون کہ کوئی تعلقہ
کہ جسمین منافع خاطر خواہ ہو اور محصول مناسب کو ملے تو فدوی کے نام سے خرید فرمایا جاوے لیکن ایسا نہو جسطرح
خانصاحب فیاض زمان دام اقبالہ نے مانڈا نیلام مین خرید فرمایا اور روپیہ بہت خرچ ہوا امتحاناً انھون نے حلوا مانڈا
چکھا لیکن مانڈا ہاتھ آیا احتیاط اسکی ضرور ہے کہ نفع کی امید پر نقصان نہو زیادہ اقبال آپکا ہمیشہ

چوتھا خط اسکے جواب مین

برادر بجان برابر فرخندہ اختر سلمہ اللہ تعالی - بعد دعاے درازی عمر وحیات و ترقی درجات
کے واضح ہو کہ مکتوب مرغوب مع ہنڈوی پچاس ہزار روپے کی پہونچا تعلقہ خریدنے کو جو تمنے
لکھا سو اس عملداری کی ریاست کا کیا کہنا ہے مگر مشکل یہی ہے کہ اول تو بروقت اور بسہولت
کوئی تعلقہ لاکھ پچاس ہزار روپے کی قیمت کا ہاتھ نہین دوسرے اکثر عدالت کے معاملات مین نقصان
اور خرچ ہوتا ہے پھر وہی مثل ٹھہرتی ہے کہ نماز چھوڑانے گئے روزے گلے پڑے اس صورت مین
اگر ریاست پیدا کرنی منظور ہے تو متفرق خرید کرنا بہتر ہے اندنون مین تعلقہ نان پارہ دس ہزار
روپے پر بکتا ہے اگرچہ نفع اسمین کم ہے لیکن زمینداری کا ایک رتبہ ہان بھی غنیمت ہے اسواسطے
نان پارہ تو اب خرید کرتا ہون بعد اسکے دوسرے تعلقہ کی بھی فکر کرونگا خاطر جمع رکھو زیادہ خیریت

پانچوان خط جواب طلب

قبلۂ حاجات و کعبۂ مرادات دام افضالہ - در دولت پر سجدۂ عبودیت کا ادا کرکے عرض کرتا
ہے کہ ربیع الاول کی بارھوین تاریخ کو مجلس مولد شریف کی خود مولوی صاحب کے مکان مین ہوئی
اسقدر ہجوم آدمیونکا تھا کہ بدن سے بدن چھلتا تھا اور دو مکان کے صحن اور دالان مع سہ دریان

اور کوٹھونکی چھتین آدمیون سے بھری تھین اور پھاٹک سے لیکر سڑک تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے
پانچ ہزار آدمی سے زیادہ ہونگے کہ نہ تھے اُدھر کا آدمی اِدھر نہ جا سکتا تھا کمترین بھی اس مجلس کا
مدت سے مشتاق تھا فی الحقیقۃ عجب تاثیر نظر آئی کہ آغاز کتاب سے خاتمہ تک لوگ ہر طرف نیم بسمل
کی طرح تڑپتے تھے مسلمانون کا کیا مذکور ہے کہ ہندو بھی کوٹھے پر سے گرے پڑتے تھے فدوی کو
شام تک ہوش نہین تھا اور تمام رات وہی سمان آنکھون مین سمایا رہا اگرچہ یہ مجلسین پہلے سے تمام شہر مین
جابجا ہر روز ہوتی ہے لیکن اس مجلس مین کچھ قبولیت کا اثر ہی دوسرا نظر آیا اور اب فدوی
کی آرزو یہ ہے کہ مولویصاحب کی خدمت مین اکثر حاضر رہا کرون اس واسطے اُمیدوار ہون کہ اگر حضور
کا دستخطی عنایت نامہ پاؤن تو اُس وسیلے سے اُنکی خدمت مین جاؤن زیادہ سواے آرزوی قدمبوسی اور کیا لکھون

چھٹا خط اُسکے جواب مین

برخوردار نور چشم لخت جگر زاد علمہ بعد دعوات مزید حیات اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ خط مسرت
نمط پونہچا خدا کا شکر کہ دل تمھارا معرفت کی نور سے روشن ہوا اور کیفیت کا مذکور لکھا سچ ہے کہ یہ
مجلس مقبول اور بے نظیر اور مولویصاحب کے بیان کی بے شبہہ تاثیر ہے جس شہر مین اُنکے جانیکا اتفاق
ہوا اکثر اسی طرح مجلسون کے لوگون کو کیفیت حاصل ہوا کرتی ہے خط موافق تمھاری طلب کے
پونہچتا ہے اگر کوئی رسالہ مولد شریف کا ملے تو ہمارے واسطے ڈاک پر روانہ کرو والدعا

ساتوان خط جواب طلب

پیر و مرشد بر حق دستگیر مطلق دام برکاتہم - دیدۂ عقیدت مین آستانے کی خاک کا سرمہ لگا کر
مدعا گزارش کرتا ہے کہ موافق ارشاد حضور کے ہر روز قرآن مجید کی تلاوت اور درود کی کثرت اور صبح
وشام کلمہ کا شغل اور ہر جمعرات کو حضرت میر صاحب قدس اللہ سرہ کے مزار شریف کی زیارت کا معمول
جاری ہے لیکن اکثر صبح کی نماز قضا ہو جایا کرتی ہے اگرچہ پڑھ لیا کرتا ہون مگر جو حق نماز پڑھنے کا ہے اچھی طرح

ادا نہین ہو سکتا اُمیدوار دعا کا ہون زیادہ آرزوے قدمبوسی کے سوا کیا عرض کرون

آٹھوان خط اُسکے جواب مین

ثمرۂ گلشن عزت و ارجمندی سرو چمن حشمت و سربلندی زاد حشمتہ بعد دعای ترقی دولت و ایمان اور
حفظ سلامتی جان کے معلوم ہو کہ رقیمہ محبت شمیمہ پہونچا عزیز میرے بندے کو اپنے مولی کی بندگی چاہیے
جس حال مین ہو اور جس طرح ہو سکے قبول کرنا اور نکرنا اُسکا کام ہے خصوصاً نماز بیت
روز محشر کہ جانگداز بود + اولین پرسشِ نماز بود + قیامت کے دن پہلے نماز ہی پوچھے جائینگے عزیز
میرے نماز مین چار چیزین ایسی ہین کہ اُسمین سے ایک ایک چیز ہر مخلوق کے واسطے عبادت ٹھہرائی گئی
پہلے قیام ہے یعنے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑے رہنا سو یہ عبادت درخت اور پہاڑ اور
اور دیوار اور سبزہ اور شمع اور فانوس وغیرہ کے واسطے ہے کہ خالق کی راہ مین ایک سناٹا کیے ہوئے
ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہین دوسرے رکوع یعنی حق تعالی کے روبرو نہایت عاجزی سے جھک
جانا کہ یہ عبادت جانورون کو ملی جیسے گھوڑا اور گاے اور بیل اور شیر اور بکری یہ سب ہر وقت
اُسکے حضور مین جھکے رہتے ہین تیسرے سجدہ اور یہ خدمت اور تمام حشرات الارض کے لیے مقرر ہوئی
کہ سانپ اور بچھو اور چیونٹی سب اُسکی راہ مین سجدہ کرتے اور سر ٹیکے ہوئے چلتے ہین چوتھے قعود یعنے
اُسکے دربار مین مودب ہوکر سر جھکا کر دو زانو بیٹھنا یہ عبادت دوپانُو کے جانورون کو عنایت ہوئی
کہ کبوتر اور فاختہ اور بلبل وغیرہ اسی انداز سے بیٹھتے ہین پھر انسان جو سب مین اشرف المخلوقات
اور خدمتی خاص تھا جو عبادتین کہ اور مخلوقات کو جدا جدا ملی تھین اسکو سب ملا کر عنایت ہوئین
کہ نماز مین یہ سب باتین ادا کیا کرین بہت غیرت کی بات ہے کہ حیوان اور درخت اور پتھر تو سب اپنی اپنی خدمت
بجا لاوین اور انسان باوجود ایسی خصوصیت کے پانچ وقت بھی نماز ادا نکرسکے عزیز میرے عاشقون کے نزدیک نماز
معشوق کے نام کو مشق کرنا ہے پس کھڑے ہونا الف ہے اور جھکنا لام اور پھر کھڑے ہونا الف ہے اور جھکنا
لام اور پھر کھڑا ہونا دوسرا الف اور سجدہ ہی کی صورت ہے ہے نام اللہ کا بس باقی ہوس یک دعا بھیجی جاتی ہے اتنی کو

پڑھکر سو رہا کرو اللہ چاہے گا تو صبح کی نماز کبھی قضا نہوگی زیادہ سعادتِ ازلی نصیب رہے

نوان خط عرضی جواب طلب

خداوند نعمت فیاضِ زمان دام اقبالہ۔ اندنون فدوی کو اپنے بھائی کی شادی میں گھر جانا بہت ضرور ہے اور وطن فدوی کا شاہ اودھ کے ملک میں یہانسے بیس منزل ہے اس صورت مین امیدوار فضل و کرم کا ہون کہ سوا تعطیل ٹیرم کے رخصت دو مہینے کی بندگانِ حضور سے مرحمت ہو کہ اس عرصے مین بھائی کی شادی سے فراغت حاصل کرکے پھر حضور مین حاضر ہون واجب تھا عرض کیا آفتاب دولت اقبال کا ہمیشہ تابان رہے

دسوان خط پروانہ ہے اسکے جواب مین

فضیلت و کمالات دستگاہ مولوی ہدایت اللہ سررشتہ دار عدالت دیوانی مورد مراحم رہو عرضی تمھاری معروضہ پہلی ستمبر ۱۸۴۳ عیسوی کی دو مہینے کی رخصت کی استدعا مین آج ملاحظہ سے گذری جو رخصت تمھاری منظور ہوئی اسواسطے لکھا جاتا ہے کہ تم اپنے کام سے فرصت حاصل کرکے اندر میعاد رخصت کے حضور مین حاضر ہو فقط المرقوم دوسری ماہ ستمبر ۱۸۴۳ع

اگیارھوان خط غیر جوابی

نوابصاحب قدردان عالی مراتب والاشان فیاضِ زمان دام فیوضہ۔ کمترین احسن اخبار نویس بعد تسلیم اور آرزوی ملازمت کے عرض کرتا ہے کہ کل تک کا جو حال تھا کل کے عریضے سے دریافت ہوا ہوگا آج آغاصاحب کے بیاہ کی شہر مین دھوم اور تماشائیون کا چار دن طرف ہجوم ہے گیارہ بجے رات کو برات جو نکلی تو اُس ہنگامہ کا بیان تحریر و تقریر مین نہین آسکتا بڑی برات کی دھوم دھام اور خلقت کا اژدحام اور روشنی کی تیاری آرائش کی گلکاری ہر کوچہ اگر نہ باغ کا بنگیا تھا ایک ایک تخت پر کاغذ اور ابرک کی پھول کترے ہوئے اوسطرح طرح کی درخت اور رنگ رنگ کے گل بوٹے اور چمن مین قسم قسم کے

پھول پھولے فصل بے فصل کے کچّے پکّے میوے تر و خشک پھلے ہوئے مرد و زن اپنے سر پر لیے پھرتے تھے معلوم
ہوتا تھا کہ کلیان کھلا چاہتی ہین اور چڑیان ڈالیون پر سے اڑا چاہتی ہین عجب طلسمات کا عالم تھا
کہ باغ اور چمن تو ایک ہے چلتی پھرتی پھلواری کہ راستے کو گلزار تماشا بناوے اور بہشت کی بہار کو
بھی راستہ بتاوے کبھی دیکھنے اور سُننے مین نہین آئی فارسی مین اگرچہ گلگشت سیر کو کہتے ہین
لیکن گلگشت اگر آرایش کا نام رکھا جاوے تو لائق ہے گویا خود برات کے ساتھ گلگشت کو نکلے ہین
دو رویہ ہزارون پنجشاخون کی کوسون تک قطار جسکی روشنی نے ہر طرف رات کو دن بنا دیا
پنجشاخے نے آفتاب سے پنجہ کرکے ید بیضا کا اعجاز دکھا دیا قدم قدم پر آتشبازی چھوٹتی ہوئی دلھن
کے دروازے تک پہنچی وہان ایک نقارخانہ سنہرا رُوپہلا گنگا جمنی جڑاؤ اس تکلف کے ساتھ تیار تھا
یا چین کا نگارخانہ تھا اُسکے سامنے آتشبازی چھوٹنے لگی انار کی بہار کا کیا بیان کیجیے کہ اسکے سوا
آگ کے درخت کو پھولتے پھلتے نہین دیکھا ہے پھر موتیون کا جھڑنا اُس پر طُرّہ ہے پھلجھڑی کے پھولون کا جھڑنا
ہاتھیونکا لڑنا اور ہوائی کا ہوا کے ساتھ آسمان پر جانا اور وہان سے زمین تک تارے چھٹکانا اور چرخی
کا چرخ کھا کر زمین پر سورج کی صورت بنجانا مور کا ناچنا مہتاب سے چاندنی کا شرمانا بس خدا کی قدرت کا
تماشا نظر آتا تھا چادر کے چھوٹتے ہی جو ستارے زمین پر چھٹکتے تو یہ تمیز نہین ہوتی تھی کہ فلک ہے
یا کہکشان اور قلعہ کے چھوٹنے سے بعد روشنی کے جو تاریکی ہوتی تو نہین سمجھا جاتا تھا دھوان ہے یا
آسمان غرض اس تجمل کے ساتھ جو ہر ایک ادنی مکان عالیشان مین ٹھہرے اور مجلس آراستہ ہوئی
غل ہوا کہ خاصہ منگاؤ اور کھانا لاؤ بس حکم ہی کی دیر تھی بڑے بڑے دسترخوان سفید مومی اور چند رنگے
بچھ گئے ستھرے سُتھرے مخمل اور کمخواب زربافت کے زیادہ از اندازہ اور بہتر سے بہتر چلمچی آفتابے ہاتھ
دھولانیکے حاضر ہوئے اور کھانا آنا شروع ہوا شیرمال آبی قرخانی گاؤ دیدہ گاؤ زبان نان فطیری نان
تنک پھلکا چپاتی پراٹھے شامی کباب خطائی کباب گولر کباب نرگسی کباب کوفتے پسندے سیخ کے مرغ
مسلم تنگی اور بمش قلیہ اور قورما شش رنگہ دو پیازہ قورمہ زعفرانی متنجن زیر بریانی دست پیچ نور محلی یاقوتی شیر برنج
پیچ درست حلوا فالودہ بکھلاہی ورقی سنبوسے قاچی بریدہ ہریسہ گلتمی مربا اچار چٹنی قسم قسم کے کھانے

پچن دیئے گئے جسکے بیان سے قلم کے منھ مین پانی بھر آئے اور حلاوت اسکی لذت کی قسم کھائے
لوزیات کا مزا یاد کر کے لوگ دانتون سے اپنی زبان کاٹتے ہین اور شیر برنج کی شیرینی سے انگلیان
چاٹتے ہین بس کھانے کے بعد ناچ کی تیاری ہوئی ہر ایک پری سرمہ کاجل مسی لگا اور مانگ چوٹی
سنوار سولہ سنگار سے درست اور زیور پوشاک سے چست اور چالاک بنی ہوئی سوہا گلنار بسنتی دھانی
سبز کاہی ماشی زنگاری فلفلی کشمشی عنابی عباسی کپاسی پستئی زعفرانی اودا نافرمانی سوسنی
کاسنی کافوری شربتی صندلی اگری سردئی ملاگیری آبی کاکریزی سرمئی یخنی پیازی فاختی
نارنجی سنہری پشوازین دامن در دامن موتی ٹنکے لگائے اور دوپٹے رنگ برنگ آنچل پلو گوٹا پٹھا
بچکا لہر گوکھرو بنت اور کرن سے سجے سجائے اور مشروع گلبدن کمخواب اطلس زری زربفت تمامی کے
پاجامے مغرق مصالحہ دار پہنے ہوئے اور طرح طرح کے زیور جڑاؤ مرصع کار بالی بالیان بندی سہرے
بینے جھمکے بجلیان ست لڑی دھکدگی جگنو چنپا کلی موتی مالا موہن مالا نورتن نونگے جوشن بازو بند
انگوٹھی چھلے آرسی پرہی بند علی بند ٹیکا پونہچی جہانگیری چوہے دتی توڑے پازیب گھنگرو کڑے
چھڑے سے آراستہ اور لدی ہوئین اور جواہرات قیمتی ہیرا الماس پکھراج نیلم فیروزہ یاقوت زمرد لہسنیا
لعل اور موتیون مین تلی ہوئین فوج کی فوج ایک جمگھٹے کے ساتھ جو آگئین تو واہ جی واہ صحن دالان
تمام مکان راجہ اندر کا اکھاڑا بن گیا سازوجی سازون کے ٹھاٹھ بردے ٹھیک ٹھاک کر کے ساتھ دینے کو
کھڑے ہو گئے دھرپت کی الاپ پکھاوج کی تھاپ سارنگی کا الاپ طنبورے کی بھنک طبلے کی گمک
کنکری کی کسک رات کا نگ ترانے کا ترنگ سرون کی ملاوٹ کی کھپاوٹ کھرج کی تان اونچ کی
اٹھان مضرابون کی پکار گھنگروؤن کی جھنکار گلے کی نرمی آواز کی گرمی دریاؤن کی صفائی نگاہون
کی روکھائی پشواز کا چکر دامن کی ٹھوکر کمر کے توڑے گردن کے ڈورے تال پر جانا سم پہ آنا گویا
ہر تان کے ساتھ جی اور جان کا آنا جانا تھا ٹھپے اور ٹھمری دو خیال کو کون خیال مین لاتا تھا وہان ہر معشوق
چھ راگ چھتیس ۳۶ راگنی کو بھی چٹکیون پہ اڑاتا تھا کیسا دربار جو وہان ہوتے تو کان پر ہاتھ
دھرتے اور میان تانسین اور بیجو باورے جو زندہ ہوتے تو آج مرتے رات بھر تو راگ رنگ

مین گذری صبح ہوتے ہی جو حلقے کے حلقے نے صف باندھکر گانا شروع کیا میرا اچھا بنا بیاہنے آیو
رے بس تمام مجلس محو تھی اور کسی طرف نگاہ نہ ٹھہرتی تھی وہ نور کا ظہور کا وقت اور یہ رات کی جاگی ہوئی
حورین بل گجی پوشاکین بکھرے ہوے بال گورے گورے گال نیم خواب سرمہ آلود آنکھون مین سُرخ
سُرخ ڈورے باربار کی انگڑائی کا عالم دیکھکر پنجۂ آفتاب تھا اور صبح کا گریبان نوشہ کے سہرے پر
کھلائے ہوئے پھولونکا سہرا اور اُسکی بھینی بھینی خوشبو سے گُلِ مدعا تھا اور نسیم سحر کا دامن
سہرون چڑھے برات رخصت روپے اشرفیان موتی محافے پر لٹاتے ہوئے اُسی دھوم سے
گھر مین آئے موافق ارشاد عالی کے حال شادی کا مفصل عرض کیا گیا والتسلیم

تیسری فصل

ہرچند قرینہ یہ چاہتا تھا کہ جیسے دوسری فصل مین چھوٹون کی طرف کے خطوط بڑون کے نام
اور اُسکے جواب لکھے گئے ویسے ہی تیسری فصل مین بھی لکھے جائین لیکن اُن خطوط سے جو
دوسری فصل مین لکھے گئے لکھنے کا طور معلوم ہوا اسواسطے لکھنا ایسے خطون کا اس فصل مین
محض بیفائدہ جان کے بعضے رقعات متفرقہ لکھے جاتے ہین فائدہ جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اردو
فارسی اور عربی اور ترکی اور ہندی سے مرکب ہے تو اب اس بات کا ارادہ کرنا کہ اُردو کی تحریر اور تقریر
ایسی کیجاوے کہ اُسمین کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے محض بیفائدہ ہے بلکہ ایسی صورتمین
بولنا مشکل ہوجاے کس واسطے کہ بہت سے الفاظ ایسے ہین کہ اُردو مین وہی مستعمل ہین مثلاً خدا اور
رسول اور پیغمبر بولتے ہین کہ اگر کوئی چاہے کہ کوئی لفظ ہندی تلاش کرکے بولے تو شاید بان
بھاکھا ہوگی پس خدا کو بھگوان اور شمع کو دیپک اور چراغ کو دیا اور صندل کو چندن اور سر کو
کپار بولنے لگے تو ایسے تکلفات سے اُردو جسکا نام ہے وہ اُردو نہین باقی رہتی ہے ان دنون
سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین جو تحریر اُردو کیجاتی ہے بعضے لوگ خواہ مخواہ بھی اپنی قابلیت
دکھانے کو ترجمہ پر غش کرتے ہین جیسے لائق اور قابل کا ترجمہ جوگ کا لکھدیا کرتے ہین یعنی جس جگہ

لکھنا ہوتا ہے کہ اس کچہری کے قابل لائق نہین ہے وہان لکھا کرتے ہین کہ اس کچہری کو گنجائش نہین ہے مگر یہ سرزنش اور کوشش انکی بیفائدہ اور رائگان ہے کس واسطے کہ پھر آخر مقدمے کو مقدمہ اور مدعی علیہ کو مدعی علیہ اور حاکم کو حاکم ہی لکھنا پڑتا ہے اور بہت سی الفاظ ایسے ہین کہ چار و ناچار وہی لکھتے ہین اور ہندی اُسکی نہین بنا سکتی جیسے شے دعوی اور وجہ ثبوت و رفع خصومت اور منشاے دعوی اور مثل اسکا حاصل یہ کہ نباہ ایسی بات کا بہت مشکل ہے مگر ہان اگر کوئی رقعہ فکر و تلاش سے ایسا لکھا جاوے جسمین کوئی لفظ فارسی و عربی کا نہ آوے تو وہ صنعت مین داخل ہے اگرچہ فارسی اور عربی نہونے کے سبب سے اُسکی اردو کو بہت خوب نہین کہتے چنانچہ

رقعہ کہ اسمین ہندی کے سوا کوئی لفظ عربی اور فارسی نہین ہے

بھائی میرے جیتے رہو جب سے تم گھر سدھارے میرا جی بہت بیچین رہتا ہے ڈیوڑھی مین اداس بیٹھا رہتا ہون مین تو بہتیرا چاہتا ہون کہ یہان سے کہین اور چلا جاؤن پر کیا کرون یہی سوچ رہتا ہے کہ جاؤن تو کہان جاؤن اور رہون تو جی نہین مانتا ہے اور گھر سے نکلنا چاہتا ہون تو پانوٴن کہان نسیے مانے یہ بڑا اندھیر ہے کہ تمھین دیکھون اور جیتا رہون اب مجھے جینے کا آسرا نہین ہے آگے اسکے کیا لکھون

رقعہ جسمین ہندی اور فارسی کے سوا عربی کا کوئی لفظ نہین ہے

مہربان میرے خوش رہو نامہ آپکا پہونچا دل کو خوشی اور شادمانی ہوئی گز گرلبی اور چلم و سرپوش نقرئی اور نیچہ جو آپنے مانگا ہے یہانکے بازار اور چوک مین ہرچند تلاش کرتا پھرا اگر دستیاب نہوا خدانے چاہا تو ایک مہینے مین سب چیزین فرمایشی بنوا کر روانہ کرونگا آگے نیاز

رقعہ جسمین ہندی اور عربی کے سوا فارسی کا کوئی لفظ نہین ہے

مشفق میرے سلامت رہیے مکتوب مرغوب پہنچا مقدمہ کا حال معلوم ہوا احقر کو سب طرح صلاح اور

انفصالیہ منظور ہے مدعی چاہے یون معاملہ کر لے چاہے ثالثی مقرر کر کے طے کرے مجھے حضرت کے ارشاد سے مطلق عذر اور انکار نہین ہے والسلام **فائدہ** فارسی کی بعضی انشاؤن مین اکثر رقعے صنعت کے ایسے دیکھنے مین آئے ہین جس سے لڑکونکی دل لگی بہت ہوتی ہے مثلاً بعضے رقعہ مین اوّل سے آخر تک الف نہین بعضے مین بے یا اور کوئی حرف نہین ہوتا اور مثل اسکے اور بھی صنعتین کرتے ہین سو اگر کوئی ارادہ کرے تو یہ بات اُردو مین بھی ہو سکتی ہے جیسے

رقعہ الف سے خالی ہے

بندہ پرور جسدن سے ہم لکھنؤ پہونچے دہلی کی کچھ خبر بھی معلوم ہوتی نہین طبیعت ہر وقت ہر محلہ متعلق رہتی ہے دوستونکی محبت بزرگونکی شفقت کسی وقت نہین بھولتی دیکھیے یہ سفر کی تکلیف کبتک ہے جس مطلب کے لیے گھر سے نکلے معلوم نہین کب ہو وطن کب تک پہونچین عینک سبز بہت تحفہ حضرت کے لیے خریدی ہے پیچھے سے کسی معتمد کی معرفت پہونچیگی

رقعہ جسمین بے کا حرف نہین آیا

کرمفرما میرے سلامت رہیے عنایت نامہ امام علی آدمی کے ہاتھ آیا سرفراز فرمایا انگوٹھیان ہیرے اور فیروزکی اور چھلے اور موتی مالا نہایت تحفہ اور نفیس جو عنایت ہوے یہانکے جوہریون کو دکھایا ہر ایکنے دیکھکر تعریف کی اور کہا کہ ایسا مال ہماری دکان مین نہین ہے دلّی لکھنؤ سے منگا سکتے ہین اور موتی مالا کو نہایت تحفہ اور قیمتی ظاہر کرتے ہین

رقعہ جسکے کسی لفظ کے پڑھنے مین ہونٹھ سے ہونٹھ نہین ملتا

سعادت نشان عزیز از جان برادر قدرہٗ تعطیل کے دن نزدیک آئے اور روانگی کا عرصہ قلیل رہگیا اسواسطے گھوڑے اور سیج گاڑی آگے سے روانہ کیجاتی ہے فقیر شوال کی اکیس دن

تاریخ آدھی رات کو آگرہ سے سوار ہو کر آٹھوین دن وہان داخل ہو گا اطلاع کے واسطے لکھا ہے

رقعہ جسکے ہر کلمے مین سوا آخر حرف رابطہ کہ جز و کلمے کی حسنا مین ہین ہو نہیں ملتا ہے

میر صاحب مخدوم مکرم معظم زید مجدکم بعد تسلیم و تمنائے ملازمت ملاحظہ فرمائیے نامہ نامی مکتوب گرامی پونہچا مجھے بہت مسرور فرمایا مراد میری برآئی قبائے جامہ وا رمع رومال محرمات مطلوبہ آپکا آپکے پاس پیشتر بھیجا ہے اپنی پسند ناپسند قلمی فرمائیے

صنعت منقوطہ

کہ سب حرف نقطہ دار ہون اور یہ فارسی و عربی مین بہت مشکل ہے تو ہندی مین زیادہ دشوار ہے کوئی ایک آدھ فقرہ بڑی تلاش سے ملتا ہے اور ایسی صنعتون مین معنی بیت تکلف کے ساتھ پیدا ہوتے ہین رقعہ شفیقی شیخ فیض بخش جیتے جی تختی تخت بخشی بخشی جی تینی بنی تختی بین چن بیچی جب بین تختی بچی تب بیچی فقط

رقعہ غیر منقوطہ

دل آگاہ ملک اہل اللہ سلمہ۔ ملا محمود علامہ عصر اور عامل کامل کو ہمارا سلام کہکر سنو درم دو اور اسکا وصول لکھا کر مطلع کرو اور ہمارا حال کہکر کہو کہ مددگار ہو کر وہ دعا دو کہ دل کا مدعا حاصل ہو

ایک حرف منقوطہ ایک حرف غیر منقوطہ

حضرت میرے ابھی سنا ہے کہ تم فوج کے مقابل چلے سب کے سب آپکی وضع پر بہت ہنسے کپڑے رنگے خوب کیا شاباش کیا بات ہے کیا خلق سب آپکے قابل ہے فقط آثم شہید

ایک لفظ منقوطہ ایک غیر منقوطہ

شفیق والا بخت معلی تخت سلمہ شیخ محمد بخش سوداگر جیتے مال گرچہ چین کا جز بیچ لیم پیر لکھد حساب تہی بجبہ وقفہ

رقعہ جسمین سب نقطے نیچے ہین

برادر صاحب مکرمی جدہ مجدہ میر سید علی صاحب الہ آبادی سے اور مجھسے بڑی راہ و رسم ہے بیکاری کے سبب سے گھبراکے آپکے پاس چلے گئے اسواسطے مجھے یہ امید ہے کہ جس طرح ہو سکے آپ میر صاحب ممدوح کی کسی جگھہ سعی کرکے کوئی کام دلائیے

رقعہ جسمین سب نقطے اوپر ہین

مخدوم دوستان سلامت نوازشنامہ حضرت کا نازل ہوا تحفہ اثنا عشر موافق ارشاد طلا زمان والا ارسال کرتا ہون اور سکندرنامہ خوشخط نہ ملا اگر ملتا ضرور روانہ کرتا تھوڑا سا عطر حنا اگر ممکن ہو مرحمت

رقعہ نظم اور نثر دونون مین پڑھا جاتا ہے

جان اہل نیاز بندہ نواز + بعد تعظیم اور عجز و نیاز + یہ گزارش ہے آپسے کہ دعا + آپکے حق مین رات دن کرتا + اور ہمیشہ فراق مین مرتا + دل کو ہر وقت مضطرب کرتا + کب تلک آخر ایک دن جو قضا + آئے تو بندہ بیگناہ مرا + حال سے اپنے مطلع کیجے + اور جلدی مری خبر لیجے فقط

فصل چوتھی ضروری قاعدونکے بیانمین

پہلا قاعدہ چھوٹے چھوٹے رقعات دو نصیحتونکے خطوط بعضے لطیفونکے ساتھ وغیرہ تحریر سے کے دستورات

رقعہ ۱ مہربان میرے سلامت ہیسے آج مدرسے مین امتحان ہے اور مین اپنے گھر جا نہین سکتا اسواسطے میرو خدمتگار آپکے پاس پونہچتا ہے آپ میرے مکان پر جا کر وہ کتابین جو میرے سرہانے کے طاق پر رکھی ہین ابھی آدمی کے ہاتھہ بھیجدیجیے توقف نہ کیجیے۔ فقط

رقعہ ۲ شفیق بیخبر سلمہ آپ آج بھی مدرسے مین نہین آئے دو سبق آپکے ناغہ ہوچکے آپکے برابر والے

حضرت سے آگے بڑھ گئے اسواسطے دوستانہ لکھتا ہون کہ آج رات کو بندہ خانے مین تشریف
لاکر دونون سبق جو مجھسے یاد کر بیٹھے تو اپنے ساتھیون کے برابر ہو جائیے گا۔

رقعہ ۳ میر صاحب مخدوم میرے سلامت ہمیشہ رہے عنایت آپکی بعد سلام اور نیاز کے عرض
یہ ہے کہ بہار دانش آپکی جو بندہ نقل کیواسطے لایا تھا سو پہنچی رسید اُسکی عنایت فرمایئے

رقعہ ۴ عزیز میرے خیریت سے رہو سکندر نامہ بمبئی کے چھاپے کا جو تمنے مانگا تھا سو ہاتھ نہین
آیا لیکن لکھنؤ کے چھاپے کا بہت صاف اور صحیح کہ میری دانست مین بمبئی والے سے کہین بہتر
ہے بہم پہنچا کر بھیجتا ہون اگر پسند آئے تو رکھیو نہین فوراً پھیر بھیجیو کہ واپس کر دیا جاے

رقعہ ۵ حضرت سلامت اگر کوئی چاقو قلم تراش راجس کے ہاتھ کا بہت اچھا کلکتے سے آپکے
پاس آیا ہو تو بھیجد بجیے اور اُسکی قیمت سے مطلع کیجیے اگر پسند آئیگا تو لونگا نہین تو پھیر دونگا

رقعہ ۶ عزیز میرے جیتے رہو بعد دعا کے معلوم ہو کہ کل تمنے رقعات عالمگیری اور
کاغذ مانگا تھا سو کتاب ایک دوست کے پاس سے منگا کر مع ایک دستہ کاغذ اور
ساتھ نیزے قلم اور سیاہی اور شنجرف کے بھیجتا ہون چاہیے کہ نقل لیکر اصل نسخہ ہمارے پاس بھیجدو فقط

رقعہ ۷ جناب قبلہ و کعبہ میرے ہمیشہ رہے سایہ آپکا کمترین فدویت گزین آداب اور تسلیمات
بجالا کر عرض کرتا ہے کہ آج مدرسے مین اِسبات کی بحث تھی کہ نور چشمی کا لفظ مرد کو بھی لکھنا درست
ہے یا نہین کوئی کہتا تھا کہ مرد اور عورت دونون کو لکھنا درست ہے کوئی کہتا تھا کہ مرد کو لکھنا جائز نہین
جو کسی کے بیان سے خاطر جمعی نہوئی اسواسطے حضور سے استفسار کرتا ہون کہ حضرت اس امر مین کیا فرماتے ہین

جواب اُسکا برخوردار نور چشم میرے دراز ہو عمر تمھاری بعد دعا کے واضح ہو کہ نور چشمی کے لفظ پر
آگے بھی بحث ہو چکی ہے میرزا محمد حسین قتیل کا قول یہ ہے کہ مرد کو بھی لکھ سکتے ہین کسواسطے کہ یے
اُسمین یاے نسبتی ہے یعنے وہ نور جو منسوب ہے آنکھ کی طرف خواہ یاے متکلم ہے میری آنکھ کی روشنی
اور یہ جو بعضے لوگ اسکو یاے تانیث جیسا بٹیا اور بیٹی اور پوتا اور پوتی مین ہے سمجھکر صرف عورت
کیواسطے درست جانتے ہین سو غلط ہے اور کسی بزرگ کا کلام یہ ہے کہ نور چشمی مین سواے یاے تانیث کے

اور کوئی یے نہین ہوسکتی کسواسطے کہ نورچشم فارسی کا لفظ ہے یائے متکلم اور یائے نسبت کی ترکیب
اُسکے ساتھ کیونکر درست ہوگی اُسکا جواب میرزا قتیل لکھتے ہین کہ عجمیون نے فارسی کے الفاظ مین
بہت سے تصرفات کیے ہین جیسے مرغن اور ملبب اور ذوی الخورشیدین وغیرہ پھر یائے متکلم خواہ
نسبت کی ترکیب مین کیا قباحت لازم آتی ہے اور اگر ایسی ترکیب نادرست سمجھی جاے تو قبلہ گاہی کا لفظ
ماں کے سوا باپ کو لکھنا کبھی درست نہو اور کسی استاد کا شعر بھی سند کے طور پر لکھا ہی بیت نویسد نور چشمی
آفتابی آن صفحہ دورا + سہ تو قبلہ گاہی گو آیدن محراب ابرو را + اور میرزا قتیل کا قول مدلل معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب

خط نصیحت کے طور پر

برادر عزیز سراپا تمیز خوش اور محفوظ اور آفتون سے محفوظ رہو بعد دعا اور شوق دیدار کے واضح
ہو کہ آدمی وہی عاقل اور ہوشیار ہے جو اپنے نیک و بد سے خبردار ہے کہ اگر کلفت کے بعد راحت
اور مصیبت کے پیچھے مسرت نصیب ہو تو انسان کو لازم ہے کہ عیش و آرام مین وہ رنج والم بھول نہ جاے
ابھی کل کی بات ہے کہ تم نوکری کی تلاش مین اتنے سرگردان اور پریشان پھرتے تھے جسکا بیان نہین
ہوسکتا اب خدا خدا کر کے بڑی سعی اور کوشش سے جو نوکری ملی تو سُنا جاتا ہے کہ ناچ اور تماشے مین
اوقات ضائع اور سرکار کے کام مین اکثر غفلت کرتے ہو اور جو کوئی کچھ سمجھاتا ہے تو بعضے بعضے
ناعاقبت اندیشون کی نظیر دیکر جواب دیتے ہو کہ اُنکا کیا ہوا جو ہمارے واسطے کچھ ہوگا سو یہ بات
عقل کے بہت خلاف ہے یہ زمانہ بہت نازک ہے دوسرے کی ڈھٹھائی دیکھکر آپ بھی
ڈھیٹھ ہو جانا عقلمندون اور دانشورون کا کام نہین ہے اِسواسطے ایک لطیفہ برمحل یاد آگیا
کہ ایک باز نے مرغ سے پوچھا کہ تجھے لوگ خوشی سے پالتے ہین ہر وقت گھرون مین دانہ چگتا رہتا
ہے اور خوب آسودہ ہوکر کھاتا پیتا ہے پھر اسکا کیا سبب ہے کہ تجھے جب پکڑتے ہین تو بھاگتا پھرتا ہے اور
بیفائدہ کڑکڑاتا اور چلاتا ہے مجھے دیکھ کر جب ہاتھ سے شکار پر چھوڑتے ہین تو پھر آتا ہون اور شکار
کرکے بجنسہ پہنچاتا ہون مرغ نے جواب دیا کہ ہمنے اپنی قوم کو اپنی آنکھ سے ذبح ہوجاتے اور اُنکا کباب

بناتے دیکھا ہے اسواسطے بھاگ کر اتنی جان بچاتے اور شور و فریاد مچاتے ہین لیکن کسی بازکو کبھی نہ بیچ ہوتے اور جان کھوتے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے اس صورت مین ہمارا بچنا کتنا بجا اور گرنا ہے جا ہے فقط اعزیز میرے اپنی عزت اور حرمت اپنے ہاتھ ہے تمھین آپ اپنے جلیس لوگون پر قیاس کرکے اچھا کام کرنا چاہیے ناجنسون کے برے کامون سے کیا کام اُنکے افعال کی جزا اُنکے لیے اور اپنے اعمال کا نتیجہ اپنے ساتھ ہے ایسا کام مت کرو جو نوکری بھی ہاتھ سے جاے اور آپ پر بھی حرف آوے زیادہ دعا الیضاً

شعرا کے پیشوا علما کے مقتدا فقرا کے رہنما سلامت بعد نیاز اور عقیدت کے لوازم اور خلوص و ارادت کے مراسم ادا کرکے گزارش کرتا ہون کہ یہان اور گھر کے سب چھوٹے بڑے خیریت سے ہین اور حضرت کی صحت اور تندرستی خدا سے چاہتے ہین ان دنون اکثر لوگون کی زبانی سنا گیا کہ آپ صرف اس خیال سے کہ حیدرآباد مین شاعرون کی قدر بہت ہے نوکری چھوڑ کر حیدرآباد تشریف لیجایا چاہتے ہین ہر چند کہ آپکو عقل کی بات سمجھانی گویا لقمان کو حکمت سکھانی ہے لیکن دانشمندون کا قول سنتا آتا ہون کہ رزاق مطلق اگر آدھی روٹی عزت اور اطمینان کے ساتھ دے تو آدمی ساری کیواسطے آبرو ریزی نکرے اور امیدوار ہے کہ جسنے یہ آدھی دی ہے وہی پوری بھی دیگا حضرت کا حاکم قدردان اور آپ پر بہت مہربان ہے باوجود اسکے ایسا ارادہ البتہ مصلحت کے خلاف ہے میری تو مجال نہین کہ آپ پر معترض ہون لیکن خوف اس بات کا ہے کہ حکیم کیسی خواب کا حال نہووے لطیفہ ایک حکیم نے اپنی مجلس مین بیان کیا کہ مین نے آج ایک خواب دیکھا ہے آدھا سچا اور آدھا جھوٹا لوگون نے متعجب ہو کر پوچھا کہ وہ کیا خواب ہے کہا مین نے دیکھا کہ ایک امیر کے معالجے کے واسطے گیا ہون اُسنے دو توڑے اشرفیون کے مجھے دیے ہین اپنے مونڈھون پر لادکر اپنے گھر آتا ہون اور مونڈھے دونون اُسکے بوجھ سے دکھنے لگے جب آنکھ کھل گئی تب اشرفیون کے توڑے تو جیسے مونڈھے توڑے تھے نپائے لیکن مونڈھون مین درد اب تک باقی ہے سو بندہ نواز نوکری چھوڑ کر اتنی دور جانا اور سفر دور و دراز کا دکھ اُٹھانا دوراندیشی سے بہت بعید ہے پھر اگر صحبت بر آرا اور آپکے کلام کا کوئی قدردان اور خریدار نہو تو قدردانی کا خیال خواب پریشان ہو جائیگا اور زیر باری در بدر ساری کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا آیندہ آپ مختار ہین الیضاً شفیق عنخوار

میرے سلامت بعد شوقِ ملاقات کے مدعا یہ ہے کہ مین نے سنا ہے کہ آپ غلطی کی راہ سے ایک کاغذ
مین کچھ کا کچھ لکھ گئے ہین جواب اُسکا طلب ہے ابارے فضل الٰہی سے حاکم منصف کی راے مین وہ قصور عمداً
ثابت نہوا اور معاف کر دیا گیا میرے صاحب انسان کو چاہیے کہ آنکھ کھولکر اور دیکھ بھالکر کام کیا
کرے اور غفلت سے اتنا دھوکا نہ کھاوے کہ آپکو الزام اُٹھانا پڑے لطیفہ ایک شخص نے طبیب سے کہا کہ میرا
پیٹ دُکھتا ہے طبیب نے پوچھا کہ آج کیا کھایا تھا کہا کہ جلی روٹی کھا گیا تھا طبیب نے سرمہ دیا اور کہا کہ
آنکھونکا معالجہ پہلے کرنا چاہیے کسواسطے کہ آنکھ اچھی ہوتی تو جلی روٹی نہ کھاتا حاصل یہ کہ سرکار کا کام
بہت ہوشیاری اور خبرداری سے کیا کیجیے فقط ایضاً بندہ پرور زاد عنایتہ سلام اور نیاز کے
بعد گزارش ہے کہ سررشتہ داری کا عہدہ آپکو مبارک اگرچہ فضل الٰہی سے آپ خود عاقل اور دور اندیش ہین
کسیکے سکھانے پڑھانیکی حاجت نہین ہے لیکن بے تکلفانہ اور دوستانہ ایک بات مین بھی عرض کرتا ہون
کہ اگر حکام کے رو برو عزت اور آبرو اور رتبہ بڑھانا منظور ہو تو دل سے فساد کا گھٹانا اور زبان کو جھوٹ سے
بچانا چاہیے لطیفہ مشہور ہے کہ لقمان حکیم کا بچپن مین کسی دانشمند نے امتحان لیا اور ایک بکری دیکر کہا
کہ اسکو ذبح کر کے جو عضو بہتر جانو ہمارے پاس لاؤ لقمان اُسکا دل اور زبان سامنے لائے دوسرے
دن پھر بکری دیکر بدترین اعضا طلب کیا لقمان نے پھر اُسی طرح دل اور زبان ہی پیش کرکے کہا
کہ اگر یہی دل اور زبان عیبون سے پاک ہے تو سب اعضا سے بہتر ہے اور جو عیب سے پاک نہین تو سب سے
بدتر ہے مختصر یہ کہ اگر اپنے دل مین بُرائی سمائی تو اپنی دشمن ساری خدائی اور جو زبان کو جھوٹ سے
آشنائی ہے تو حاکم کے نزدیک اپنی حقارت اور دنیا مین رسوائی ہے رقعہ منشی صاحب مخدوم
و مکرم محب الفقرا المحبوب لعالزاد عنایتہ بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق مواصلت کے کہ نہ زبان کو
اُسکی تقریر کی قدرت نہ قلم کو تحریر کی طاقت ہے عرض کرتا ہون ظاہر اور دریافت ہوتا ہے کہ جناب
اِس ناچیز کی ہزلیات کو جمع کرکے کلیات کے طور پر چھپوایا چاہتے ہین اگرچہ شفقت اور عنایت کی سبب سے
اُسکے عیوب خاطر عالی مین نہ گذرتے ہون لیکن حقیقت مین کوئی حرف بھی عیب سے خالی نہین ہے
فقیر کے واسطے یہ شہرت مجرم کی تشہیر سے کم نہوگی کلام لغو کسی کے پسند نہ آئیگا اور یہ تمام اہتمام آپکا

برباد ہو جائیگا آپکو ناحق کی زحمت اور مجھے مفت ندامت اُٹھانی پڑیگی جیسے ایک شاعر کو مولانا
جامی علیہ الرحمۃ کے روبرو خفت حاصل ہوئی تھی لطیفہ ایک شاعر مہمل گو نے مولانا عبدالرحمن جامی
رحمۃ اللہ علیہ کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ مین حج کو گیا تھا اپنا دیوان حجر اسود سے ملا کہ
اُسکی برکت سے کلام اور سواد مین روشنائی حاصل ہو مولانا بہت ہنسے اور فرمایا کہ اگر آب زمزم مین
ملتا تو بالکل تبرک ہو جاتا اور ایک قطرہ بھی آنکھون مین لگانیکے واسطے ہاتھ نہ آتا سو فقیر کو اندیشہ
اسی بات کا ہے کہ اہل جوہر اسے دیکھکر آپکی تضییع اوقات پہ ہنسینگے اور کہینگے کہ یہ کلام
پانی مین دھونے کے لائق تھا نہ چھاپہ ہونے کے قابل بندے کی دانست مین اسکا قصد نہ فرمانا
مناسب و اِس ارادے سے ہاتھ اُٹھانا واجب ہے زیادہ کیا گزارش کرون **ایضاً** فرزند سعادتمند
نور بصر لخت جگر دراز ہو عمر تمہاری بعد دعا کے معلوم ہو کہ ہم اچھی طرح خیریت سے ہین اور تمھارے
گھر کی سب خیر و عافیت چاہتے ہین فیضو خانسامان کل ہمارے پاس پونہچا اُسکی زبانی معلوم
ہوا کہ ایک فقیر بیراگی تمھارے دروازے پر آکر ٹھہرا اور تمھین کیمیا کا شعبدہ دکھا کر سونا بنانے کا
اقرار کیا تمنے سب لوگون سے چھپا کر گھوڑے کا ساز بیچکر دو سو روپے اُسے دیے اور وہ اُسی دن
بستر اُٹھا کر کہین چلتا ہوا اب تم اُسکی تلاش مین سرگردان جنگل جنگل پھرا کرتے ہو بیشک تم سے غلطی
تو ہوئی کہ اُس مکار کے فریب مین آگئے لیکن اب افسوس کرنا اور اُسکی تلاش مین جا بجا پھرنا بھی
ناحق ہے یاد رکھنے کے قابل ہے یہ لطیفہ کہ ایک چڑیا کسی زمیندار کے باغ مین جا کر کچے پکے میوے سب
کاٹ جایا کرتی تھی زمیندار ہمیشہ اُسکی تاک مین تھا ایک دن انگور کی ٹٹی پر جال لگا کر پکڑا اور
ذبح کرنے کا ارادہ کیا چڑیا نے زمیندار سے کہا جو تو مجھکو چھوڑ دے تو مین اس احسان کے عوض
تجھکو کئی باتین بتا دون کہ اُسمین تجھکو بڑا فائدہ ہوگا زمیندار نے کہا تو پہلے بتا دے تو مین
تجھکو چھوڑ دون چڑیا نے اُسکو تین نصیحتین کین ایک یہ کہ حریف جو اپنے قابو مین آجاے تو چھوڑنا نچاہیے
دوسری بات جو قیاس سے باہر ہو یقین نہ لانا چاہیے تیسری گئی ہوئی چیز کے واسطے افسوس و غم نکرنا
ہے اور چوتھی ایک بات اور ہے کہ جب تو مجھے چھوڑ دیگا تب کہونگی زمیندار نے بعد سُننے ان نصیحتوں کے

چڑیا نے

موافق اقرار کے اُسکو چھوڑ دیا تو چڑیا نے دیوار پر بیٹھکر کہا کہ میرے پیٹ مین بیضۂ مرغ سے بڑا ایک موتی تھا اگر تو مجھے نہ چھوڑتا اور ذبح کرتا تو وہ موتی تیرے ہاتھ آتا زمیندار افسوس کرنے لگا اُسنے کہا کہ اے سادہ لوح تو میری تینون نصیحتین اسی وقت بھول گیا کس واسطے کہ مین تیری حریف تھی جب پکڑ پایا تھا تو چھوڑنا کیا ضرور تھا اور بیضۂ مرغ کے برابر تو مین خود ہی نہین ہون تو پھر بیضۂ مرغ سے بڑھکر موتی میرے پیٹ مین ہونا بالکل خلاف قیاس ہے مگر تو نے اسپر اعتبار کیا اور اب جو مین تیرے ہاتھ سے نکل گئی تو اب افسوس کرنا محض لاحاصل ہے فقط غرض یہ کہ جو ہونا تھا سو ہوا اب اُس فقیر کی تلاش اور افسوس کرنا محض بے فائدہ ہے آئندہ احتیاط کرو **ایضاً** عزیز از جان سعادت و اقبال نشان طال عمرہ واضح ہو کہ خط پونہچا حال معلوم ہوا دشمن جو تمھارے درپے ہین تم خدا پر نظر رکھو جسکا دامن پاک ہے اُسکو دشمن کی عداوت سے کیا باک ہے نیک نیتی عجیب چیز ہے اگر نیت اپنی درست ہے تو دشمن قوی بھی سست ہے کیا تمنے نہین سنا یہ لطیفہ کہ ایک امیر اپنے بادشاہ کے مرنے کے وعدے پر قرض دیتا تھا اُسکے دشمنون نے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ یہ شخص حضور کا بدخواہ ہے جو ایسا کلمہ زبان پر لاتا ہے بادشاہ نے اُس سے بلاکر پوچھا کہ تو کیون میرے حق مین ایسی بات کہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ مین تو جہان پناہ کی خیر خواہی کرتا ہون اسواسطے کہ قرض کا ادا کرنا نہایت شاق گذرتا ہے پس ضرور ہوا کہ وہ دن رات حضور کی سلامتی چاہتے ہین یعنے نہ حضور مرین نہ وہ قرض ادا کرین بادشاہ کو یہ بات سُنتے ہی امیر کے ساتھ محبت کامل اور اُسکے دشمنون کو ندامت حاصل ہوئی تمکو وہ چلن اختیار کرنا چاہیے کہ نیک نامی کے ساتھ مشہور اور حاکم راضی اور رعیت مشکور رہو حق تعالی تمھارا نگہبان اور دوست شاد دشمن پشیمان رہے زیادہ کیا لکھون **ایضاً** برخوردار سعادت اطوار حفظ الٰہی مین رہو بعد دعا اور تمنا دیدار کے واضح ہو کہ خط تمھارا لکھا ہوا بارھوین ذیقعدہ کا پونہچا تمنے جو لکھا تھا کہ میان نور شاہ صاحب تمھاری مسجد مین بیٹھ رہنے کے ارادے پر آئے اور تم نے ایک حجرہ مسجد کا خالی کر دیا لیکن دس دن کے بعد کُلّی کٹھری چھوڑ کے چلتے ہوئے کہ اب تک اُنکا نشان اور پتہ نہین ملتا

سو دریافت ہوا ہمنے تمھین پہلے بھی لکھا ہے کہ انکا ظرف ایسا نہین معلوم ہوتا کہ اسطرح پانون توڑکر مسجد مین بیٹھ رہین چنانچہ ویسا ہی اتفاق ہوا حقیقت یہ ہے کہ قناعت اور توکل بہت مشکل اور بہت کڑوا گھونٹ ہے کہ اُس سے دم گھٹتا ہے شربت کا جام نہین کہ کوئی حریص غٹاغٹ یکبارگی چڑھا جاوے دیکھو تو کیا خوب الزام دیا ایک کُتّے نے کسی بوالہوس کو لطیفہ ایک فقیر خدا پر توکل کر کے کسی جا پر جا بیٹھا رزاق مطلق غیب سے کچھ رزق اُسے بھیجدیتا تھا اتفاقاً ایک دن اور ایک رات کچھ نہ پایا فقیر آٹھ ہی پہر کی بھوک سے گھبرا کر پہاڑ پر سے اُتر آیا اور ایک یہودی کے دروازے پر جا کر سوال کیا صاحب خانہ نے تین روٹیان بھیجدین فقیر وہ روٹیان لیکر پہاڑ کی طرف پھر چلا اور اُس گھر کی کُتّے نے پیچھا لیا اور بھونکنا شروع کیا فقیر نے ایک روٹی اُسکے آگے پھینک دی اور آگے چلا کُتّا وہ روٹی کھا کر پھر پیچھے دوڑا فقیر دوسری روٹی دیکر آگے بڑھا کُتّا وہ بھی کھا کر پھر لو پہنچا تب فقیر تیسری روٹی بھی پھینک کر بھاگا لیکن کُتّے نے دامن کو وہ تک نہ چھوڑا فقیر نے کہا کہ اے بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ آٹھوین پہر مجھے یہ روٹیان تیرے ہی مالک کے گھر سے آئین وہ سب تجھی نے کھائین پھر اب میرے پاس کیا ہے جو تو ساتھ لگا چلا آتا ہے اور کیون ناحق پھاڑے کھاتا ہے کُتّے نے جواب دیا کہ اے پارسا شرم تجھے چاہیے ذرا غور کر کہ مین کئی برس سے اس یہودی کے گھر رہتا ہون اور کہین اور نہین جاتا تو خدا کے دروازے پر بیٹھ رہا تھا لیکن آٹھ پہر مین بھوک سے اتنا گھبرایا کہ یہودی کے دروازے پر چلا آیا اب تو ہی انصاف کر کہ بیحیا کون ہے سوچنے کی بات ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو یون بھول جاوے وہ حیوان کا الزام کس طرح نہ اٹھاوے شاہ جی کی کُلی تسبیح گودڑی بوریا جو کچھ ہو اُنکے گھر بھیجدو کیونکہ اب وہ نہ تمھارے پاس آئینگے نہ اپنا مُنھ دکھائینگے

رقعہ فرزند میرے خوش رہو بعد کامیابی دارین کے معلوم ہو کہ تمھین امیرون اور حاکمون کی دربارداری اور اُنکی خدمت مین حاضری کا اتفاق بہت پڑتا ہے اسواسطے لکھا جاتا ہے کہ ایسی باتون کے واسطے علم مجلس ضرور درکار ہے اور یہ امر

حاصل نہین ہوتا جب تک انسان ہر فن سے ماہر نہین ہوتا کہ جس فن کا تذکرہ آجاے تو اُسمین
موافق اپنی آگاہی اور واقفیت کے معقولیت اور متانت کے ساتھ ایسی گفتگو کرے کہ سننے
والے بہت دل لگا کر سنین اور پسند کرین اور مداخلت اُسی بات مین چاہیے جسمین آگہی و دخل ہو
نہین مفت ندامت اور رسوائی ہوتی ہے چنانچہ یہ دو لطیفے ان دونون باتون سے خبر دیتے ہین
لطیفہ ایک درویش کسی سے بولتا چالتا نہ تھا ایک دن اکبر بادشاہ مع شیخ ابو الفیض فیضی
اور شیخ ابو الفضل وغیرہ ارکان دولت کے اُسکے پاس گئے مصاحبون نے آپس مین طرح
طرح کی گفتگو شروع کی مگر درویش چپکا بیٹھا تھا فیضی نے کہا کہ شاہ صاحب بادشاہ آپکے ارشاد
کے مشتاق ہین حضرت بھی زبان مبارک سے کچھ فرمائین تب درویش نے کہا کہ تجھپر سکندر
جلکر ہین اور یزید سے کربل کے میدان مون کا مجھ تری ہو یعنی اے وزیر سکندر ذو القرنین
اور یزید سے کربلا مین کیا لڑائی پڑی تھی تب فیضی تو ایک علامۂ عصر تھا کہنے لگا کہ سبحان اللہ
قطع نظر اور کلمات کے حضرت کو علم تواریخ مین کتنی بڑی مداخلت اور شین قاف کتنا خوب
درست ہے بادشاہ تو آزردہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوے اور درویش کی بے علمی اُسکے بات
کرنے سے ظاہر ہو گئی اگر زبان نہ کھولتا تو راز ڈھکا رہتا لطیفہ ایک شاعر نے
کسی امیر بخیل کے پاس جا کر کہا کہ تو نے کچھ مال محتاجون کے واسطے نکالا ہے اُسمین سے
مجھے بھی کچھ دے کہ مین محتاج ہون امیر نے کہا کہ وہ مال صرف اندھون کے واسطے نکالا
گیا ہے شاعر نے کہا کہ اس صورت مین تنہا مین ہی اُسکا مستحق ہون کس واسطے کہ حقیقت مین
اندھا ہون اگر اندھا نہوتا تو خدا کا دروازہ چھوڑ کر تیرے در پر کیون آتا امیر کو یہ کلام پسند
آیا اور وہ مال اُسی کو دلوا دیا دیکھو وہ درویش جو جاہل تھا اُسکو اُسکی گفتگو نے خفیف
کیا اور یہ شاعر جو عاقل اور قابل تھا تو اُسکی تقریر نے امیر کو شرما دیا دانشمند کے واسطے
اسی قدر اشارت کافی ہے ایضاً نور چشم میرے درباریون اور مجلسیون کے واسطے
حاضر جوابی بہت ضرور ہے یعنی بات کا جواب بہت چست اور درست دینا چاہیے اور یہ بات

ہر شخص کو حاصل نہین ہوتی نہ علم اور نہ کمال پر موقوف ہے بلکہ اسکے واسطے ذہن اور ذکا اور
عقل رسا درکار ہے چنانچہ طبیعت کی رسائی اور نارسائی کا حال دونون لطیفون سے واضح
ہو سکتا ہے لطیفہ کسی بادشاہ نے ایک عالم کو بلوایا اور یہ بھی لکھا کہ جو آپ کو فرصت نہو تو
کوئی شاگرد ہی اپنا روانہ کیجیے اُنھون نے ایک طالب علم بھیجدیا اور چلتے دم سمجھا دیا کہ
بادشاہونکے دربار مین نرم گفتاری اور شیرین کلامی ضرور ہے طالب علم دربار مین حاضر
ہوا اور بادشاہ نے پوچھا کہ تمھارے اُستاد کے یہان کس کس علم کا درس جاری ہے جواب دیا
روئی ریشم مخمل پوچھا اوقات کس طرح بسر ہوتی ہے جواب دیا لڈو پیڑا برفی بادشاہ نے
ان جوابون سے متحیر ہوکر فرمایا کہ شاید اس شخص کو مالیخولیا کی بیماری ہوگئی ہے ناچار عالم کو
یہ سارا ماجرا لکھکر رخصت کیا عالم نے جو سبب ایسی بات کرنے کا پوچھا تو کہا کہ آپ نے نرم
اور شیرین کلامی کرنے کا حکم دیا تھا سو مین نے ریشم اور روئی اور مخمل سے زیادہ نرمی اور
لڈو پیڑا برفی سے زیادہ شیرینی اور کسی چیز مین نہ پائی اسواسطے ایسا کلام کیا لطیفہ ایک
جاہل نے پیغمبری کا دعوی کیا بادشاہ نے اُسے پکڑ بلوایا اور پوچھا کہ تو جو پیغمبری کا دعوی کرتا ہے
تو معجزہ کیا دکھلاتا ہے کہا دل کی بات بتا دیتا ہون بادشاہ نے پوچھا کہ میرے دل مین اسوقت
کیا ہے کہا اسوقت آپکے دل مین یہی ہے کہ مین بالکل جھوٹا ہون فرمایا کہ ایسا دعوی کیون کیا
کہا کہ جو دعوی نہ کرتا تو حاکم تک کس طرح پونہچتا بادشاہ اُسکے جوابون سے بہت خوش ہوے
خلعت اور انعام دیکر رفاقت مین نوکر رکھا دوراندیش کے لیے اتنا ہی لکھنا کفایت کرتا ہے

واضح ہو کہ تلازمہ صنعت مین داخل ہے اور تلازمہ اُس صنعت کا نام ہے کہ کسی چیز کو فرض
کرکے اُسکے سارے یا بعضے لوازم کو دوسرے مطلب مین ادا کرین اور یہ ادا کرنا
ایسی خوبصورتی اور خوشنمائی کے ساتھ ہو کہ اگر دوسرا ناواقف ہو تو یہ نہ جانے کہ کوئی لفظ
اُس لوازم کا بے محل اور بے معنی واقع ہوا اُسکی مثال مین تین رقعے لکھے
جاتے ہین فقط

رقعہ پہلا قرأت کی تلاش میں

حافظ کرمفرما میرے زیادہ ہون الطاف آپکے بعد شوق ملاقات مسرت آیات کے کہ اُس کی تمنا مین موے آتش دیدہ کی طرح پژمردہ رہتا ہون گزارش یہ ہے کہ آپ خدمت مین حاضر ہونے کا عزم بالجزم تھا لیکن واقعۂ عجیب پیش آیا کہ قاری محمد حسن صاحب کے انتقال سے جلسے کا جلسہ درہم برہم اور سارا مدرسہ زیر و زبر ہوگیا اسی سبب سے متوقف ہوکر صحیفۂ مقدسہ ارسال کیا جاتا تھا کہ حافظ محمد شاکر صاحب ایک جلد کلام مجید لکھنؤ کے چھاپے کی آپکے پاس لائے سُبحان اللہ جیسا کلام اللہ مین چاہتا تھا ویسا ہی میسر ہوا اگرچہ حافظ محمد یٰسین صاحب اپنے چھاپے کی تعریف بہت مدّ اور شدّ کے ساتھ کرتے تھے لیکن اُسکے خط کو اسکے خط کے ساتھ مطلق ذرا مناسبت نہین ہے اب مجھے وقف کرنا چند جلدون کا منظور ہے سوداگر کا اگر چند روز ٹھہرنا ہو تو ویسا مطلع فرمایئے الٰہی طبع عالی ہمیشہ مصحف کی تلاوت کی طرف مائل اور دستِ آرزو گردنِ مقصود کے ساتھ حمائل رہے والسلام

رقعہ دوسرا شطرنج کے تلاش مین

شہسوار میدانِ صفوت وصفا زینت افزاے بساطِ محبّت وودا اسلامت بندہ حرارتِ قلب کے عارضے سے تو حیران و ششدر رہتا ہے اب ضعف دماغ کی بیماری نے اور بھی عاجز اور زچ کردیا ہے ہردم یہی سوچ اور منصوبہ رہتا تھا کہ کدھر جاؤن اور کون ایسی چال چلون کہ یہ عارضہ بڑھنے نہ پاوے بارے اِن دنون حکیم شاہرخ مرزا صاحب اِس شہر مین وارد ہوئے ہیں تعریف اُنکی اور سادگی مزاج کی بہت سُنی جاتی ہے کہ اُن کے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور فقیر مسکین اور امیر فیل نشین دونون برابر ہین مریضون کی خبرگیری کے واسطے صبح سے پہر رات گئے تک بارہ دری مین شطرنجی بچھائے بیٹھے رہتے ہین یون تو حیات ممات کسی کا اختیار

نہین ہے اور زہرمہرہ اور شربتِ انار اور خطمی خبازی کون طبیب نہین جانتا لیکن دستِ شفا
بھی رکھتے ہین اور عطارون کو بیمارون کا مال مار لینے اور اپنی منفعت و [illegible] دیکھنے واسطے
گران چیزین بیچنے کی اجازت نہین دیتے اسواسطے چاہتا ہون کہ اُن کی خدمت مین رجوع
کرون لیکن مکان اُنکا فاصلے پر ہے پیادہ پا نہین جا سکتا اگر کسی طرح کا حرج نہو تو صبح
کو گھوڑا خواہ پالکی بھیجدیا کیجیے اور کچھ تامل ہو تو یار شاطر ہون بنا بر خاطر ہمت نہین ہارا
ہون یون بھی جا سکتا ہون نہین تو لالہ اندرجیت چودھری یا مظفر زین والی کی گاڑی
کرایے کو منگا لیا کرون گا

رقعہ تیسرا گنجفے کے تلازمے مین

آفتاب سپہرِ قدرت و قدردانی سرتاج اہلِ سخن و معانی سلامت چنگیز خان افغان ساکن
رحمت گنج فائق علی اپنے بھائی اور ہمشیرہ اور غلام کو لیکر میر وزیر علی کی برات مین گئے جب
نوشے کو نہلایا اور سفید کپڑے اُتار کر سُرخ لباس شاہانہ پہنایا تب وہ غلام بدقماش بدمعاش
چالاکی کر کے اُتارے ہوے کپڑون کو بغل مین داب کر کہین چلا گیا ہر چند کہ چور کی تلاش ہوئی
مگر سر دست ہاتھ نہ آیا جب کھانا تقسیم ہوا اور خانِ مذکور نے کھانا کھا کر رومال و خلال کے
واسطے اُس بے حیا کو تلاش کیا اور دستیاب نہوا تب بوجھ گئے کہ نوشہ کے کپڑے وُہی
بدذات لے گیا یہ دریافت ہوتے ہی دونون بھائیون کے چھکّے چھوٹے سب ترانین خراش
اپنی بھولے کہ اُس چور نے ہماری عزت خاک مین ملادی بیچارے ندامت کے مارے اپنے
گھر چلے آئے اب سُنا جاتا ہے کہ وہ نمک حرام مغلپورے مین کہ آپکی تحصیلداری کا علاقہ ہے
نادریچا نام ایک خانگی کے گھر مین چھپا بیٹھا ہے اسواسطے یہ نیاز نامہ مع اُسکے حلیہ کے کہ علیحدہ
ورق پر لکھا ہے خدمت مین بھیجکر تکلیف دیتا ہون کہ اُسکو جلد گرفتار کر کے ادھر روانہ فرمایئے
مخفی نرہے کہ اُمرا اور حکّام کی ثنا و صفت کا انداز تو اسکے دیباچے سے معلوم ہو گیا

لیکن اگر باغ اور مکان کی تعریف منظور ہو تو اُسکے لکھنے کا طور یہ ہے

تاج گنج کے روضے کی تعریف

آج قلم کا دماغ پھولون کی خوشبو سے معطر ہے کاغذ کا صفحہ آنکھ کی سفیدی کی طرح مُنوّر ہے نظر کا ڈورا رگ گل کی طور پر رنگین ہے نگاہ کا تار رشتہ گلدستہ کے مانند بہار رین ہے کس واسطے کہ مجھے ایک باغ اور مکان کی صفت لکھنی منظور ہے جسکی سیر سے چشم مردم مین نور ہے اُسکے صحن اور دالان مین خدا کی قدرت کا گُل کھلا ہے چمن اور میدان مین صانع کی صنعت کا تماشا ہی وہ کون مکان اور کیسا گلستان جو شاہجہان ایسے بادشاہ عالی جاہ کا قیامگاہ ہے کون قصر اور کیسا ایوان جو جناب عالیہ بادشاہ بیگم کا آرامگاہ ہے جس جگہ یہ دونون آفتاب ماہتاب سوتے ہین چاند اور سورج دن رات اُس زمین کے نثار ہوتے ہین تاج بی بی کا روضہ جہان مین مشہور ہے اور ہر چمن اُسکا جنت کی خوشبو سے معمور ہے اکبر آباد کیا بلکہ سارے ہندوستان کی اس مکان سے عزت ہوئی ہندوستان کیا بلکہ تمام روے زمین کی اُس سے زینت ہوئی اس چمن کی ہوا نے جو کلیون کی پابوسی سے خیال دماغ کو مُعطّر کر دیا تو باغ کی فضا نے نگاہ کے دامن کو گلچین کے دامن کی طرح پھولون سے بھر دیا سُبحان اللہ کیا روضہ ہے کہ رضوان جسکے لطف اور لطافت سے راضی اور خوشنود ہے بارک اللہ کیا باغ ہے جسمین بہشت کی ہر نعمت موجود ہے سورج باغ کا ایک زرد آلو ہے چاند اس چمن کا گُل شبّو ہے پہلے دروازے کی بلندی دیکھنے کو جو آسمان گردن اور سر اُٹھاے تو اُسکو آفتاب کی پگڑی سنبھالنی مشکل ہوجائے دونون بازو کے سرے سے محراب کی چوٹی تک کلام مجید کا سورہ چوب قلم سے جو لکھا ہے عقل اُس طلسمات سے حیران ہے کہ ہر حرف جیسا نزدیک سے نظر آتا ہے ویسا ہی دور سے دکھائی دیتا ہے اس فن کے مُنصِف الضاف سے دیکھین یہ بات کیسی مشکل اور کس طرح کی تقسیم کامل ہے سنگِ مرمر پہ سنگ موسی کی پچّی کاری ہے

یا آنکھ کی سپیدی پر پتلیون کی سیاہی کی نموداری یا مشرق مین کافور کے قرص پر مشک کے دانے پڑے ہین یا ہیرے کی تختی پر نیلم کے نگین جڑے ہین مینار آسمان کی طرف تعجب سے ہاتھ اُٹھائے ہے کہ یہ خم دیکھیے اور اس بارگاہ کے ساتھ ہمسری کا دعوی اور دم دیکھیے محراب کا خم ابروسے اشارہ کر رہا ہے کہ اندر جا کر ذرا بہار کا عالم دیکھیے نہین نہین بلکہ غلطی ہوئی مجھسے کہ محراب کا اشارہ یہ ہے کہ پہلے جو اسکو یہان طاق پر رکھ جاے تب آگے قدم بڑہائے پس جو اُدھر چوکھٹ نانگھنے کی عزیمت ہوئی تو ادھر عقل اور حکمت رخصت ہوئی سیر سے سیر ہونا تو نگاہ کے ہاتھ ہے لیکن حیرت یہان ہر قدم کے ساتھ ہے سب کے پہلے بہار کی عملداری بڑی شوکت اور شان کے ساتھ نظر پڑتی ہے یعنے دو رویہ سرو کے درخت نیک بخت جوانون کی طرح حُسن کے جوبن سے اکڑتے ہین زمرد کے جھاڑ کی تو کیا حقیقت ہے جو اُسکے ساتھ تشبیہ دون مگر ہان لکھون تو یون لکھون کہ اچھے اچھے سبز پوش معشوق ہر قطار مین کھڑے ہو کر ناز و انداز سے انگڑائیان لے رہے ہین یا غلمان بہشت سے آکر آسمان کو اس باغ کی خوبیون سے خبر دے رہے ہین نشو و نما جو ہر چیز کو بڑہاتی ہے شاید سرو ہی کے لباس مین کمربستہ یہان آئی ہے یا آب و ہوا کی لطافت سے سرو کے پردے مین آپ ہی بڑھی جاتی ہے دو قطار کے درمیان جو ایک حوض زمین دوز اور طویل ہے گو فی سبیل اللہ سبیل ہے صاف پانی سے بھرا ہوا ہے اُسمین ہر سرو کے مقابل ایک ایک فوّارہ چھوٹ رہا ہے اور ہر سرو نے زمرد کے فوّارے کا نقشہ اُڑا لیا ادھر پانی کے فوارے نے ہیرے کو پانی کرکے بہا دیا بعد اسکے مربع حوض جو بہت ستھرا ہے نہایت خوبصورت اور خوشنما ہے آئینہ اُسے دیکھکر حیرت مین آتا ہے نگاہ کا قدم پھسلا جاتا ہے بہشت کی نہر اُسکا خزانہ ہے آئینہ اُسکا آبدار خانہ ہے بلکہ آئینے مین یہ روانی کہان اور وہ موجون کی سلسلہ جنبانی کہان پانی اُسکا دودھ سے زیادہ مصفا ہے برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے چونہ جو شیر خشت ہو جاے تو روا ہے پتھر جو یخ در بہشت بن جاسے تو بجا ہے ناز نین معشوق اُسکے گرد بیٹھتے ہین اپنا مُنھ

اُس آئینے مین دیکھتے ہین تو اُنکے عکس سے صاف آشکارا ہے کہ پری کو شیشے مین اُتارا ہے چارون طرف سے فوارے چھوٹتے ہین گویا آسمان سے تارے ٹوٹتے ہین پانی کی زمین سے پانی کا درخت نکلنا اور پانی ہی کے پھل پھول سے پھلنا پھولنا خدا کی قدرت ہے آئینے کے چشمے سی موج کا کھڑے ہو کر چلنا اور ہوا کے ساتھ زور کر کے اُچھلنا عجب حکمت ہے عقل نے جب فکر کے دریا مین غوطہ لگایا تو روضے کے اُدھر حوض واقع ہونے کا سبب یون سمجھ مین آیا کہ نگاہ پہلے اسمین نہا کر پاک ہوئے تب روضے کے طواف کی آرزو کرے اور ناطقہ پہلے اُسکے پانی سے کُلیان کر کے منھ صاف کر لے تب بہار کی صفت مین گفتگو کرے اِس حوض کی یاد مین دریا کی پسلی پھڑکتی ہے سینے مین آگ بھڑکتی ہے جوش کھا کر دیکھنے آتا ہے مگر دیوار سے سر ٹکرا کر پھر جاتا ہے جس طرف آنکھ اُٹھائیے اور جس طرف خیال دوڑائیے بیلا چنبیلی موگرا موتیا جوہی کیتکی کیوڑا گلاب سدا بہار گیندا داؤدی گل عباس گل مہندی نازبو گل زنبق گل حنا گل فرنگ گل چاندنی گل شببو کلغا سیوتی دوپہری سورج مکھی لالہ نافرمان سوسن ہزار زبان نرگس حیران قسم قسم رنگ رنگ کے پھول پھول رہے ہین پیارے سہانے درختون پر صبح شام کو دھوپ چھانہ کا عالم پتون پر شبنم کی طراوت اور ڈالیون پر چڑیون کا غل پریون کی آپس مین چھیڑ چھاڑ نوجوانون کے غول ہمجولیون کی ہنسی اور ٹھٹھول کہین گل کے قہقہے کہین بلبل کے چہچہے ہین مور اُدھر شور کرتا ہے مستون کا جنون زور کرتا ہے کویل وہان کوک اُٹھتی ہے یہان سینے مین ہوک اُٹھتی ہے پپیہا جو وہان بولا پی کہان پھر تو یہان بدن مین جی کہان دہیٹر کی اُدھر نئے نئے طور پر دُھن ہے اُدھر حیات کے جام کی اُدھیڑبن ہے طوطے کی جو بات ہے گویا نبات ہے مینا کو شیرین کلامی سے کام ہے ناکامون کا کام تمام ہے جگنو کا چمکنا باغ کا مہکنا دونون وقت کا ملنا شبو کا کھلنا سنبل کا بال بکھیرنا مچھلیونکا حوض مین تیرنا ہوا کا چلنا دل کا مچلنا سبزے کا لہلہانا چڑیونکا چہچہانا پریزادون کا جھولنا شفق کا پھولنا گلزار خیال کا تماشا دکھاتا ہے یہ سما دیکھکر کوئی پھول سا پھولا نہین سماتا ہے

کوئی بوسے گل کی طرح گریبان پھاڑ کر نکلا جاتا ہے بیلا بے لاگ دل کو کھینچتا ہے چنبیلی کی
البیلی وضع پر روح شیدا ہے مہندی کی ٹہنیون پہ چاندنی لوٹ پوٹ ہے جسکی بہار سے
چاند کے جگر مین داغ اور دل پر چوٹ ہے عشق پیچہ جو عاشق کی طرح پیچ و تاب کھاتا ہے
تو بجا لو شرمیلے معشوق کے طور پر سائے سے شرماتا ہے لالہ لعل سے بہتر سبزہ زمرد کا ہمسر
کیاریون کے کنارے کی ہری دوب کا شانی مخمل سے زیادہ خوب اور مرغوب خشون کے
ٹھاٹے ہین یا دودھ کے بھرے ہوے پیالے ہین آبشار ہے یا آئینہ پشت بدیوار ہے پانی کی
چادر پر جو نقش و نگار ہے قلم قدرت کا یادگار ہے نہر کی جو ایسی اٹکھیلیون کی چال ہو تو دل
کیونکر نہ پائمال ہو مہتاب سرو کے ساتھ ہم آغوش ہے یا کوئی جوان سبز رنگ بادلہ پوش ہے گلنار
کو دیکھکر لعل انگارون پر لوٹتا ہے سبزے کے رشک سے زمرد زہر کھاتا ہے یہ ایسے آتش کے پرکالے
ہین جسکے دیکھنے سے جینے کے لالے ہین اور دل ہی دل مین داغ پڑتے ہین چاندنی نے
سبزے مین کھیت کیا ہے یا سبز مخمل پر منقش کتر کے چھڑک دیا ہے گلشنے کو قلم کرکے ایسا برابر کیا ہے
کہ اسکے پتے اور پھولون سے گویا سبز اور سرخ بوٹیون کا قالیچہ بچھا دیا ہے مولسری کی بھینی بھینی
خوشبو ہے تو صبا کو اسکی جستجو ہے یہ ہارسنگھار کی گلکاریان ہین یا آگ کی چنگاریان ہین بیر بہوٹیان
رینگتی ہین یا یاقوت کا خون بہ چلا لالہ زار چمن مین کھلا یا چنار سے شعلہ نکل پڑا اگر آب و ہوا کی
لطافت یہی ہے تو موتی صدف مین کھل کر کلیون کا روپ کھائیگا اور مچھلی کا کانٹا سرسبز
ہو جائیگا میوے کا نام زبان پر آیا اور حلاوت کے منھ مین پانی بھر آیا گولا سنگترہ رنگترہ چکوترہ
نارنگی لیمون زرد آلو شفتالو انار سیب بہی انگور انناس ناشپاتی کیلا آڑو بیر کمرک شریفہ
خرما پستہ بادام ناریل چرونجی لونگ مرچ الایچی کٹھل بڑھل آنب املی جامن پھلیندہ امرود
شہتوت پوندا کھرنی کروندا کوئی ایسا پھل نہین جو اس باغ مین نہوتا ہو اور ساگ ترکاری
سے لیکر جڑی بوٹی تک کوئی ایسی شے نہین جسے باغبان نہ بوتا ہو کہین کوئی سنگترہ کا
چمن کا چمن آگ بھبوکا ہو گیا کہین فالسے کی رنگت سے زمین کا دامن اودا ہو گیا سیب سے

آسیب کی زحمت دفع ہو جاتی ہے جبھی بدن مین فربہی لاتی ہے ناشپاتی سے روح راحت پاتی ہے
انار نے خلق کے منھ یاقوت اور موتیون سے بھر دیے معشوقون کے دانت کھٹے کر دیے اوسکے
میوہ یہان کا اخروٹ ہے جسپر دل ستارون کا لوٹ پوٹ ہے آسمان دن رات سو سو طرح
تاک جھانک مین رہا تب انگور کی ٹٹی سے ایک خوشہ پروین کا کچا نئے بھاگا سو باوصف پختہ کاری
کے اب تک پکا نہ سکا کیلا یہان ایک ایک گودھ مین ہزار ہزار پھلتا ہے ماہ نو وہان آسمان پہ
اکیلا نکلتا ہے اس زمین کا اگر خربزہ یا سردا ہے پوست مین مغز اسکا حلوا تر ہے پھوٹ دانہ ترنج کا
آشیانہ ہے جس مین موجود ایک ہی جگہ آب و دانہ ہے شہتوت کا عالم قوت انجیر بالکل شکر
اور شیر امرود حلوا ہے بیدود انبہ ہونٹھون پر معشوقون کے مہر خاموشی ہے کہ میرے سامنے
شیرینی کا دعوی ناحق کوشی ہے دوات قلم کی زبان چوستی ہے گویا نیشکر ٹھہرا یا قند کاغذ کو
چاٹتا ہے آپ چیونٹا بنا اور اسکو مصری بنایا مالی ڈالیان سرون پر لیے جا بجا کھڑے ہین انعام
کے لیے اڑے ہین کوئی پھولون کا ہار لاتا ہے کوئی گلدستہ دور سے دکھاتا ہے پھر جو روضہ
نظر آیا تو وہ سمان آنکھون مین سمایا کہ نہ دیدہ نے خواب کی آنکھون سے کبھی دیکھا نہ شنیدہ نے مثال کے
کانون سے کہین سنا ہے یہ روضہ ہے یا خلد برین آسمان ہے اسپر سنہرا کلس ہے یا سورج
کی کرن گنبد ہے یا نور کا مسکن قبرستان ہے یا روضہ رضوان مکان ہے یا جواہرات کی کان
ہے جو پتھر ہے جواہرات سے بہتر ہے صبح نے مرمر کے ایسی صفائی تب سنگ مرمر کی صورت
بنائی سنگ موسی کو شعلہ تجلی نے طور پر جلایا تب اس درگاہ کی صرف مین آیا کلس کا سایہ
دریا مین ایسا رہتا ہے جیسا برج آبی مین آفتاب حوض مین چاند ایسا نظر آتا ہے جیسا دریا
مین حباب دیوار مین منھ نظر آتا ہے گویا آئینہ ہے جلا کیا ہوا گنبد سے دماغ تازہ ہوتا ہے گویا
قرابہ ہے گلاب سے بھرا ہوا صبح کی طباشیر استرکاری کی صرف مین لائی گئی جو ابتک شب ہی نور کا
عالم دکھاتی ہے رات کا مشک اور شفق کی زعفران پیس کر گارے مین ملائی گئی جو آج تک
وہی خوشبو دماغ مین آتی ہے آفتاب کے ترنج کا عرق نچوڑ کر مہتاب کے پیالے مین موتی کی آب سے ملایا تھا

جو چھوٹتے ہین یہ نور اور ایسی صفائی ہے بہشت کے کا نور کو شفق کے ساتھ آفتاب کے کھرل مین سپید صبح
کے دامن مین چھپا نا تھا جو رنگ تھے یہ آب تاب پائی ہے جالیون کی نزاکت مین عقل کا شہپر
کرتی کہ پتھر کو موم کرکے بال کا قلم پار کر دیا ہے یا خیال کا جالا جھکر نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام
بنالیا ہر ایک جالی مین وہ ملاحت ہے کہ دیکھنے مین ہنر کی حالت ہے کاغذ وصلی پر حرفون کا ابھار
تو معلوم بھی ہوتا ہے یہان پتھر کی پچی کاری کا جو جوڑ نظر آتا ہے نہ پیوند اور جوڑ نہ کہین ابھار ہے
تہ بلند پتھر قبر کا تعویذ اصل چیز ہے اسکی باریکیان سمجھنے کو نہ عقل کو ادراک ہے نہ ادراک کو تمیز ہے
دیکھا چاہیے کہ جب یہ مکان تمامی کی تعریف اور زری زربفت کے لگا جمی ٹاٹ پٹی کے پردے
اور روپہلے سنہرے جڑاؤ مرصع کام سنہری سے منقش ور موتیون کی جھالرون وہیرے زمرد
وغیرہ جواہرات کے آویزون سے بنا بنایا اور آراستہ اور الماس تراش کنول اور مردنگیان اور جھاڑ
فانوس قمقمی اور ہانڈیان اور دیوارگیریان اور قندیلون وغیرہ شیشہ آلات سے سجا سجایا اور پرستان ہوگا
مجاور کمخواب پر نذر اور تمامی مشجر کی چادرین چڑھا چڑھا کر انگیٹھیان لگا اور عود قماری اور مشک تاتاری
اور عنبر سارا کی سلگاتے ہین گے چوڑیان زمردی سنہری روپہلی گرد سے ہلاتے ہونگے تب
کس اہل بصارت کی نظر ٹھہرتی ہوگی اور کسکی نگاہ کام کرتی ہوگی بس کر شہید کہ اب آگے
لکھنے کی مت ہوس کر کلام طول ہوا جاتا ہے حاکم کے حکم سے عدول ہوا جاتا ہے سحر بیانی تیری مشہور
ہے تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقدور ہے پر فرمایش سے مجبور ہے کہ رنگین عبارت لکھنے کی
اجازت نہین نہین تو تجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہین لیکن یہان عجب کام کیا ہے کہ سادگی
مین رنگینی کا رنگ دکھا دیا ہے سو یہ دوستون کی سیر کے لیے گلزار ہمیشہ بہار ہے اور حاسدون کی نظر مین کھٹکتا ہوا خار ہے

دوسرا قاعدہ

وضح ہو کہ ہندوستان مین شادی وغیرہ تقریبات کے رقعات کثرت سے تقسیم ہوتے ہین
سیکڑون اور ہزارون کی نوبت پہنچتی ہے یہان تک اب نظر تخفیف تصدیع کے اگر چھپوانا ممکن

ہوتا ہے تو چھپوا لیتے ہین اور سب جگہ مسلمان اور ہندو دونون قوم مین یہ رسم بہت جاری ہے اسکو بولا
کو رقعے کہتے ہین اور ابتک اکثر فارسی ہی مین بانہین لکھے جاتے ہین لیکن اگر اردو مین لکھا چاہے تو اسکی صورت یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ یا شکر خدا کا کہ اندنون برخوردار سعادت اطوار سید فدا حسین
طال اللہ عمرہ کی شادی درپیش ہے چنانچہ رجب کی ستائیسوین (۲۷) تاریخ
ساچق اور اٹھائیسوین (۲۸) مہندی اور انتیسوین (۲۹) برات کی تقریب ہے
ارباب نشاط کی رقص و سرود کا جلسہ قرار دیا گیا اسواسطے
التماس ہے کہ تینون تاریخ شام سے تشریف لاکر محفل کی
زیب و زینت بڑھائیے اور مستدعی کو ممنون فرمائیے فقط

المستدعی بندہ فدا حسین

اور مکتب اور ختنہ وغیرہ تقریبات کیواسطے بھی اسی طرز سے لکھا جاتا ہے فرق اسی قدر ہے کہ شادی کی
جگہ ختنہ خواہ مکتب لکھنے مین آتا ہے اس طرح کہ رجب کی ستائیسوین (۲۷) تاریخ سہ پہر کے وقت یا تیسرے پہر
یا صبح کو وقت برخوردار فدا حسین طال اللہ عمرہ کا مکتب خواہ ختنہ ہے امیدوار ہون کہ تشریف لاکر
راقم کو سرفراز و ممتاز فرمائیے اور اسطرح کا رقعہ سرخ کاغذ پر اور جس جس کو بلانا منظور ہوتا ہے اسکا
نام رقعہ کی پشت پر اپنا نام عبارت کے خاتمے پر لکھکر اور کبھی لفافہ کرکے اوسپر طرفین کے نام لکھکر
تقسیم کرتے ہین اور جو لوگ تھوڑے ہوتے ہین یا کچھ لوگ کسی کچہری مین خواہ اور جگہ ایک جگہ ہوتے ہین
تو اکثر ایک بند کی پیشانی پر اوسیطرح کی عبارت لکھکر اوسکے نیچے چھوٹے چھوٹے مد کھینچ کر ہر ایک کا
نام درج کرکے بھیجدیتے ہین اور ہر شخص اپنے اپنے نام پر صاد کر دیا کرتا ہے اور عرس وغیرہ تقریبات
کے رقعے سادے کاغذ پر ہوتے ہین عبارت اوسکی بھی اسی طرز کی ہوتی ہے یعنی یہ کہ فلانی تاریخ مجلس
متبرک میلاد شریف کی یا فلان بزرگ کے عرس کی مجلس خواہ سماع کی محفل بندہ خانے مین قرار
پائی ہے قدم رنجہ فرماکر ثواب حاصل کیجیے فقط واضح ہو کہ آدمی کا خط و خال جیسے ہندوستانی

سرکار مین جیسے اور سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین اگرچہ اب اُردو مین لکھتے ہین لیکن اُس تحریر
مین بھی حروف روابط کے سوا اکثر فارسی کے الفاظ دیکھنے مین آتے اسواسطے ظاہر ہوا کہ
مین اُسکی تحریر کا لکھدیا جانا چاہیے

حلیہ

سانولا یا گورا یا گیہوان یا کالا رنگ پٹے خواہ زلفین یا ساتہ سرمین بھورے خواہ کالے یا سپید
بال یا تمام سر منڈا ہوا چوڑی خواہ تنگ پیشانی بوڑھا خواہ ادھیڑ یا شروع جوانی یا جُٹی جیتی بھوین اُبری
یا چھوٹی یا کرنجی یا بھنگی آنکھین ایک آنکھ مین پھُلّی یا کانا جیسا یا بوڑے خواہ چھوٹے کان چھدری خواہ
گھنے دانت اونچی یا چپٹی ناک گال یا ہونٹھ پر یا جہان کہین ہو دو خواہ ایک تل ناک پر
چہرے پر یا جہان کہین ہو گول یا کتابی چہرہ سبزہ آغاز یا مسین بھیگتی ہو دین داڑھی مونڈائی مونچھین
کترے یا چار ابرو کا صفایا یا گل مونچھے رکھائے ہوئے یا خشخاشی خط یا لمبی داڑھی سفید یا سیاہ خواہ
مہندی کا خضاب کیے ہوئے یا کھوسا یا ٹھنگنا یا مجھولا یا لمبا ڈیل کوتاہ یا لمبی گردن موٹا خواہ دبلا بدن
اور مثل اسکے جو شکل اور صورت کا نقشہ ٹھیک دریافت ہو اُردو زبان مین لکھے جو سمجھ مین آوے

چوتھا باب تحریر دستاویزات کی تعلیم مین

دستاویزون کے بیان مین جاننا چاہیے کہ دو یا کئی شخصون کے درمیان مین جو کچھ معاملہ ٹھہر کر کوئی
کاغذ لکھا جاتا ہے اُسکو وثیقہ اور دستاویز کہتے ہین اور اس زمانے مین دستاویزون کے لکھے جانے کا
بہت رواج ہے اور اکثر دستاویزین مروج ہین تفصیل اُنکے نامون کی یہ ہے تمسک اقرارنامہ محجلکا
بیعنامہ رہن نامہ ہبہ نامہ نکاح نامہ محضرنامہ مختارنامہ وکالتنامہ سرخط پٹہ قبولیت ضامنی عاریت
نامہ امانت نامہ تملیک نامہ رسید قبض الوصول فارغخطی راضی نامہ صلح نامہ فیصل نامہ وصیتنامہ تقسیم نامہ
تمسک اُس دستاویز کو کہتے کہ کوئی شخص کسی سے روپیہ قرض لیکر دستاویز لکھدے قرض
لینے والے کو مدیون اور قرضدار اور دینے والے کو دائن اور قرضخواہ کہتے ہین اور روپیہ کا دینے والا جو

اپنا قرض مانگے تو اُسکو تقاضا اور لینے والا جو روپیہ دیدے تو اُسکو ادا بولتے ہین اور صبح و شام کا وعدہ کرتا ہے تو اُسکو لیت و لعل اور حیلہ و حوالہ اور ٹال ور بال کہتے ہین فقط

مثال اُسکی اور نقشہ اُسکے لکھنے کا اِسطرح ہے

ہم کہ عبد اللہ قوم کے شیخ رہنے والے فرخ آباد محلہ مغلپورہ کے ہین جو ہم مین ہزار روپے سکہ کلدار کہ آدھے اُسکے پندرہ سو روپے ہوتے ہین لالہ گلاب رائے کشن چند مہاجنون کی کوٹھی سے دو برس کے وعدے پر قرض لیکر اپنے تصرف مین لائے یہ اقرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ وہ روپیہ تمام و کمال اصل مع سود روپے سیکڑے کے حساب سے میعاد کے اندر ادا اور بیباق کر دینگے اور کچھ روپیہ درمیان مین پونہچاوین تو مہاجنونے اُسکی سند مین یا اِس تمسک کی پشت پر وصول لکھدین ہون اسکے اظہار وصول کا باطل و غیر مسموع ہوگا اسواسطے یہ دستاویز تمسک کی لکھدی کہ سند ہو اور ضرورت کے وقت کام آوے فقط

۲۲- اپریل ۱۸۵۰ء مطابق ۹- جماد الثانی ۱۲۶۶ ہجری

[illegible]

اور جو کسی بڑے آدمیون کیطرف سے تمسک لکھنا پڑے تو نقشہ اُسکی تحریر کا یہ ہے

بالصدق

تمہ مبلغ پچاس ہزار روپے جو نصفی اُسکے پچیس ہزار روپے ہوتے ہین ساہ بہاری لال گوبند لال مہاجنون کی کوٹھی سے سرکار مین قرض لیے اور اُسکے وصول کیواسطے دو ہزار روپے ماہواری کی قسط مقرر کر دیگئی اسواسطے لکھا جاتا ہے کہ مہاجنون کا روپیہ اصل مع سود روپے سیکڑے کے حساب سے جبتک تمام و کمال ادا و بیباق ہو امام علی کارند متعینہ جاگیر علاقہ پروا وغیرہ سے دو ہزار روپے کی قسط ہر مہینے مین پونہچاتا رہیگا کسی طرح وعدہ خلافی نہوگی فقط

المبلغ ...
النصف ...

[illegible]

المرقوم اٹھارھوین ماہ ذیحجہ ۱۲۶۱ ہجری مطابق ۱۸- اکتوبر ۱۸۴۵ء

اقرارنامہ اُس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی کسی بات کا قول و اقرار کرکے کاغذ اسی کا لکھے اور اُسکی شرائط کیواسطے کچھ حد اور حصہ نہین ہے انواع اور اقسام کے اقرارنامے ہوتے ہین نقشہ اُسکا بعینہٖ مثل تمسک کے ہی جو پہلے لکھا گیا

مثال اُسکے مضمون کی

ہم شہامت علی قوم کے سید رہنے والے قصبہ ردولی متعلقہ دارالسلطنۃ لکھنؤ کے ہین جو ہمنے پچیس روپیہ اُجرت تحریر کتاب شاہنامہ کے پیشگی کے طور پر منشی امیر محمد صاحب کی سرکار سے وصول کیے اِس صورت مین اقرار کرتے ہین کہ چار مہینے مین شاہنامہ نقل کرکے منشی صاحب کی خدمت مین پہونچادینگے اور جب ساری کتاب لکھکر پہونچادین تب باقی اُجرت تحریر کی چار روپے جز کے حساب سے لینگے اور اگر نقل نکرسکین تو یہ روپیہ پیشگی کا اور کاغذ اور روشنائی اور شنجرف اور قلم بلاعذر منشی صاحب کو پھیر دینگے اِسواسطے یہ اقرارنامہ لکھدیا کہ سند ہو اور وقت پر کام آوے فقط المرقوم تاریخ و ماہ فلان سنہ فلان

مچلکا مچلکے اور اقرارنامے کا مضمون اور طرز تحریر کا ایک ہی ہوتا ہی لیکن اِن دونومین فرق اسقدر ہی کہ اقرار کبھی آپس کے اقرار پر اور کبھی حاکم کے سامنے لکھا جاتا ہی جیسے اقرارنامہ ثالثی وغیرہ اور مچلکا صرف حاکم ہی کیواسطے لکھا جاتا ہے

مثال اُسکی

ہم کہ نواز سنگھ زمیندار نمبردار موضع سرتیان پرگنہ دنوار ضلع آگرہ کے ہین جو ہمسے اور مسمے رام روپ زمیندار موضع بعدوی سے بابت سرحد اور سیوانے کے تکرار اور نزاع چلی جاتی تھی اور اب ہنگامہ اور قضایا کے سبب سے تھانہ دار نے ہمکو صاحب مجسٹریٹ کی حضور مین چالان کیا اور حاکم ممدوح کے حضور سے حکم داخل کرنے مچلکے کا صادر ہوا اسواسطے اقرار کرتے ہین کہ آیندہ کو کسی طرح قضیہ و فساد نکرینگے اگر کرین تو سو روپے جرمانہ داخل کرین اور مجرم سرکار کے ہون فقط

بیعنامہ

اُس دستاویز کو کہتے ہین کہ کسی چیز کے بیچنے والے کی طرف سے لینے والے کے نام لکھا جاے

اور زمانۂ سلطنت اہل اسلام مین وہ ہمیشہ بائع کے اقرار سے قاضی کی طرف سے لکھا جاتا تھا اور اب
اُس طریقے پر لکھا جاتا ہے اور اُسکو قبالہ بھی کہتے ہین اگرچہ قبالہ عربی مین دستاویز کو کہتے ہین جیسے
قبالۂ مکان اور قبالۂ نکاح وغیرہ لیکن اب عوام خاص کر بیعنامہ ہی کو قبالہ کہتے ہین اور بیچنے والے کو
بائع اور لینے والے کو مشتری اور بکی ہوئی چیز کو شے مبیعہ اور قیمت کو ثمن بولتے ہین اور ایک صورت
بیع کی یہ بھی ہوتی ہے مثلاً کسی پر روپے کی ڈگری عدالت سے ہو جاے یا سرکار کی مالگزاری کا دیہہ کسی
زمیندار پر باقی ہو اُسکے وصول کے واسطے حاکم اُسکی جائداد بکنے کا حکم دیتا ہے اُسکو نیلام کہتے ہین
اور جو کوئی وہ جائداد خرید کرتا ہے اُسکو خریدار نیلام اور نیلام دار کہتے ہین اور سند اُس بیع کی جو
اُسکو دیجاتی ہے اُسکو قبالۂ نیلامی کہتے ہین بیعنامے کی تحریر کا نقشہ بھی مثل نقشہ تحریر تمسک کے ہے

مثال بیعنامے کی

ہم کہ شریف خان ولد لطیف خان و روزیر خان ابن کبیر خان ذات کے پٹھان رہنے والے
شہر آگرہ محلہ قاضی باڑہ کے ہین جو ایک منزل حویلی قاضی باڑہ کے علاقے مین پختہ عمارت
کی واقع ہے اور اندر اُسکے ایک دالان در دالان پچھم رُخ کڑیون سے پٹا ہوا اور ہر دالان کی
بغل مین ایک ایک کوٹھری اور ایک دالان پورب رویہ کہ اُسکے دہنے اور بائین طرف کو ایک
شہ نشین اور اُتر طرف ایک دالان دہنے طرف ایک آبدار خانہ اور بائین جانب کوئی مین پاخانہ
اور دکھن کی طرف ایک سائبان جسکو باورچی خانہ کہتے ہین اور درمیان مین صحن مربع کہ اُسکی زمین
نشتر گز مکسر ہے اور پچھم طرف کے دالان کی چھت پر ایک کمرہ انگریزی جسکے چارون طرف
دروازے کٹہرے دار زنگاری رنگ کے ہین اور پورب کے دالان کی چھت پر ایک بنگلہ
کا ہی اور اُسکے سامنے کی چھت پر ایک پاخانہ چھوٹا سا بنا ہوا ہے اور چارون حدین اُس مکان کی اس تفصیل سے ہین

شرقی	غربی
حد خانقاہ میان امام علی شاہ سے ملی ہے	حد مسجد شاہ معصوم سے متصل

شمال — جنوب

مسماۃ نورن طوائف کی حویلی — شیخ [illegible] سوداگر کا مکان

سو وہ مکان موروثی اور جدی ہم دونون مقرون کے قبضے مین کہ ہم دونون چچیرے بھائی
ہین بلا شرکت کسی دوسرے شریک یا اور حصہ دار کے چلا آتا ہے ان دنون ہم دونون نے
اُس مکان کو اپنی خوشی خاطر سے بدون اس بات کے کہ کسی نے ہمپر کچھ زور اور ظلم اور جبر یا
زبردستی کیا ہو پانچ ہزار روپے پر کہ نصف اُسکے دو ہزار پانسو روپیہ ہوتا ہے مرزا محمد بیگ
ولد مرزا احمد بیگ قوم مغل رہنے والے شہر اور محلہ مذکورہ کے ہاتھ بیچڈالا اور روپیہ مشتری موصوف
سے دام دام بھر پایا اور مشتری کو اس مکان پر قابض کردیا یعنی اَدلا بدلا جسکو شرع مین
تقابض بدلین کہتے ہین ہوگیا اور ہم اپنے ہوش وحواس مین اور عقل کی درستی کے ساتھ
بغیر سکھانے اور بہکانے شخص غیر کے یہ قبالہ بیعنامہ لکھکر اقرار کرتے ہین کہ بعد اسکے ہمکو اور ہمارے
وارثون کو مشتری و اُسکے وارثون سے اس مکان کی بابت کبھی کچھ دعوی نہوگا اگر ہم خواہ
ہمارا کوئی وارث مشتری یا اُسکے کسی وارث پر کچھ دعوی کرے تو جھوٹا ہو اور ہرگز سُنا نہ جاویگا
اور اگر کوئی شریک خواہ حصہ دار ظاہر ہو کر اِس مکان مین اپنے حصے کا دعویدار اُٹھ کھڑا ہو جوابدہی
اُسکی ہم بائعون کے ذمے ہے اور جب ایجاب و قبول دونون طرف سے عمل مین آیا تو بیع کی تکمیل
اور صحت مین کوئی جگہ کلام کی باقی نہ رہی سو واسطے یہ قبالہ بیعنامہ لکھکر معتمد لوگون کی گواہیون سے
تکمیل کردیا کہ ضرورت کے وقت سند کامل ہو اور حاجت کے وقت کام آوے فقط

المرقوم بارھوین رمضان سنہ ۱۲۹۶ ہجری

اور قبالہ نیلامی کا نقشہ بھی اُسیطرح کا ہے مگر عبارت کی تحریر مین البتہ فرق ہے چنانچہ

قبالہ نیلامی کی مثال

واضح ہو کہ پہلی جنوری سنہ ۱۸۱۹ء کو ایک منزل حویلی واقع ترابگنج متعلقات بلدہ فیروز نگر محدود بحدود مفصلہ ذیل

شرق ــــــــــ غرب ــــــــــ

جنوب ــــــــــ شمال ــــــــــ

ملکیت شیخ علی بخش مدعا علیہ کی شیخ ضامن علی مدعی کی اجرائے ڈگری مین کہ مدعی علیہ مذکور کے نام محکمہ منصفی اول سے پہلی نومبر ١٨٥٥ء کو صادر ہوئی تھی موافق قانون ہفتم ١٨٤٣ء کے نیلام ہوئی اور شیخ بیدار علی نے معرفت رحیم بخش ملازم اپنے کے حق مرافق مدعا علیہ مذکور کا جسقدر حویلی مذکور مین واقع ہے عوض ایک سو پچہتر ١٧٥ روپے سکہ کمپنی کے خرید کیا اور خریداری اسکی اسی تاریخ سے نافذ ہے المرقوم تاریخ سنہ اُس دستاویز پر عامل نیلام اور حاکم محکمہ کے دستخط اور مُہر عدالت کی لازم ہے

رہن نامہ

اُس دستاویز کو کہتے ہین جسمین کسی چیز کے گرو کرنے کا حال کسیقدر روپے کے عوض مین لکھا ہو اور زمینداروں مین اسکے کئی طریق جاری ہین ایک یہ کہ راہن یعنی جسنے اپنی جائداد کو رہن کیا مرتہن یعنے جسنے گرو رکھا اُس جائداد پر قبضہ کراوے اور اُسکے محاصل پر تصرف کا اختیار دے تو ایسے رہن کو بھوگ بندھک کہتے ہین دوسرے یہ کہ راہن بعد گرو کرنیکے بھی آپ ہی اپنی جائداد پر قابض رہے مگر دستاویز مین یہ شرط لکھے کہ جب تک زر رہن ادا نہوگا ہم اس جائداد کو کہین دوسری جگہ بیع خواہ رہن یا ہبہ نکرینگے ایسے رہن کو دست بندھک کہتے ہین اور کبھی یہ اقرار ہوتا ہے کہ مرتہن اتنے عرصے تک قابض رہکے بغیر لینے زر رہن کے چھوڑ دے اُسکو پٹ بندھک کہتے ہین اور ایک صورت رہن کی اور بھی ہوتی ہے کہ کچھ میعاد رہن کی مقرر کرکے یہ شرط لکھین کہ مثلاً دو برس کے اندر روپیہ ادا کرکے نہ چھوڑالین تو شئے مرہونہ یعنی گروی چیز بیع ہو جاویگی تو اُسکو بیع بالوفا اور پورب مین کٹ قبالہ کہتے ہین جو زر رہن ادا کرکے اپنی چیز چھوڑا لیتے ہین تو اُسکو فک رہن اور انفکاک رہن بولتے ہین اسکی تحریر بھی مثل بیعنامے کے ہوتی ہے فرق اُسی قدر ہے کہ بیعنامے مین بیع کی الفاظ اور مضمون لکھا جاتا ہے رہن نامے مین رہن کا مضمون ہوتا ہے

مثال اُسکی

یہ دستاویز بعینہ بیعنامے کے طور پر لکھی جاتی ہے فرق اِتنا ہے کہ فروخت کی جگہہ رہن نامہ لکھا جاتا ہے اور رہن کے معاملے مین جو شرطین ہوئی ہون وہ لکھدیجاتی ہین مثلاً باغ کے رہن نامہ مین یون لکھا جاے کہ میوہ جات اور پھل پھول ترکاری وغیرہ جو کچھہ اسمین پیدا ہوتا ہے سب مرتہن کو معاف کردیا جب ہم سب روپیہ رہن کا ادا کرین تب باغ اپنا چھوڑالین اور گانون کی بابت اِس طرح کی عبارت کہ منافع اور پیداوار جیلکر اور دینگر سب مرتہن کو حق حلال ہے جب زر رہن ادا کرین تب گانون رہن سے چھوٹ جاے اور فکیت رہن کے وقت ہمکو دعوی دخل کا مرتہن سے نہ مرتہن کو زر رہن کے سود کا مطلب ہمسے ہوگا لکھنی چاہیے اگر اسی طرح کی شرط ٹھہر گئی ہو نہین تو جو شرط ہوے لکھے فقط

ہبہ نامہ

اُس دستاویز کو کہتے ہین جسمین کسیکی طرف سے کسیکو کسی چیز بخش دینے کا حال لکھا جاے اُسکی دو صورتین ہین اگر یونہین بدون لینے عوض کے بخشا ہو تو صرف ہبہ کہتے ہین اور اگر کچھہ عوض لیکر بخشا ہو تو ہبہ بالعوض کہلاتا ہے اور بھاکھا مین ہبہ کو دان کہتے ہین اسی سبب سے اُس زبانین ہبہ نامے کو دان پتر بولتے ہین صورت اُسکی بھی مثل صورت بیعنامے کے ہی صرف بیع اور ہبہ کے لفظونکا فرق ہوتا ہے

مثال اُسکی

اِس تحریر کی صورت بھی بجنسہ بیعنامے اور رہن نامے کی صورت ہی صرف اتنا فرق ہے کہ بیع اور رہن کی جگہہ ہبہ اور بخشش کا لفظ لکھا جاتا ہے یعنی اگر واہب نے موہوب لہ سے کچھہ لیکر ہبہ کیا ہو تو یون لکھنے کا دستور ہے کہ ہمنے موہوب لہ سے ایک جلد کلام اللہ خواہ ایک قبضہ شمشیر یا پچاس روپے لیکر یہ باغ یا گانون خواہ مکان ہبہ بالعوض کردیا اور اگر کچھہ نہ لیا ہو تو صرف ہبہ اور بخشش کردیا لکھینگے باقی حد اور

مُدد اور فیصل اور دخل وغیرہ الفاظ اور عبارات اسی طرح لکھنے چاہیین جو بیعنامے کی مثال مین لکھے گئے

نکاح نامہ

جس دستاویز مین صورت نکاح اور تعین مہر کا حال لکھا جاے اُسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہر نامہ بولتے ہین دولھا کو ناکح اور دولھن کو منکوحہ لکھتے ہین نقشہ اُسکا بھی اسی طرح کا ہے فقط

مثال اُسکی

شکر سجدہ اُس قاضی الحاجات کو زیبا ہے جسنے گمراہون کو ایمان کی راہ دکھائی اور حلال و حرام کی راہ بتائی اور سفاح حرام سے اجتناب کرنے کا حکم دیکر دو دو تین تین چار چار نکاح کی اجازت اور جو عدل نکر سکے اُسکو ایک ہی نکاح کی رخصت دی اور ہزارون درود اور سلام اُس پیغمبر عادل پر جسنے اُمت کو خدا کے حکم بجا لانے اور حرام سے بچانے کے واسطے یون تاکید فرمائی کہ نکاح میری سُنت ہے جو میری سُنت سے پھرے اور منحرف ہو وہ میرا نہین ہے اسواسطے بندہ ضعیف محمد رشید ولد محمد سعید دار الخلافہ شاہجہان آباد کا رہنے والا حال وارد شاہجہانپور کا اقرار کرتا ہے کہ مین نے اپنی رضا اور رغبت اور ثبات عقل اور ہوش و حواس کی درستی سے مسماۃ حمیدہ خانم عرف گوہر بانو مسمی مرزا خرم کی بیٹی کے ساتھ سید معصوم علی کی وکالت سے کہ اُسکی وکالت پر مولوی ولی اللہ اور مولوی خلیل اللہ دو گواہون نے قاضی شرع کے روبرو گواہی دی پچاس ہزار روپے اور ایک سو ایک اشرفی کا مہر مقرر کرکے نکاح اور یہ عقد صحیح شرعی تخفیہ اور نہ کتمان کے طور پر بلکہ شہرت و اعلان کیساتھ واقع ہوا اور مجلس عام مین جہان شہر کے بہت سے رؤساے عظام اور مشائخ کرام حاضر اور موجود تھے پس تمام ہوا ایجاب و قبول حاضرین مجلس کے روبرو اسواسطے یہ وثیقہ نکاح نامہ لکھکر مختار محفل کی گواہیون سے مکمل و مرتب کرا دیا گیا کہ سند مضبوط ہو کر حاجت کے وقت کام آوے

محضر نامہ

کسی احوال کے ثابت کرنے کیواسطے جو کاغذ لکھکر واقف کارون کی مہر اور گواہیان لکھا لیتے ہین

اُسکو محضر نامہ اور صورت حال کہتے ہین اور اُسکے بھی لکھنے کا نقشہ وہی ہے،

مثال اُسکی

جو خداوند مطلق اور حاکم برحق کے نزدیک امر حق کا چھپانا اور ادا ے شہادت اور گواہی سے اپکو بچانا گناہ ہے اسواسطے یہ احقر الانام بندہ محمد اکرام اپنے حق پر گواہی طلب تا ہے اور روسا کرام اور مشائخ عظام سے ادا ے شہادت چاہتا ہے اس بات پر کہ میرے جد امجد شیخ ولی محمد نے بائیس برس ہوئے کہ لکھنؤ سے آگرہ مین آکر سکونت اختیار کی نائی کی منڈی مین ایک قطعہ مکان پختہ اور خانہ باغ اور مسجد اور خانقاہ اپنے مال مکسوبہ خاص سے تعمیر کرا کر قابض اور متصرف ہوے عرصہ دو برس کا ہوا کہ بقضاے الہی فوت کر گئے اور مسمی اسلام قلی چیلہ نے میری غیبت مین کہ مین کئی دن لون تلاش معاش کیواسطے حیدرآباد کو گیا تھا اُس املاک پر قبضہ کر لیا اور اب جو مین آگرے مین آکر طالب اپنے حق کا ہوا تو نامبردہ غصب کی راہ سے ساری املاک کو اپنی مکسوبہ خاص ظاہر کر کے مجھے دخل نہین دیتا ہے حالانکہ اس ملکیت موروثی کا سوا میرے کوئی دوسرا مالک نہین ہے، اسواسطے امیدوار ہون کہ جس شخص کو اس حقیقت حال سے آگاہی اور واقفیت ہو مہر اور گواہی اپنی اس کاغذ پر کر دے کہ عند اللہ ماجور اور خلقت خدا کے نزدیک مشہور ہو گا فقط تحریر تاریخ سولھوین ذیقعدہ سنہ فلان

مختارنامہ

کسی شخص کو کسی کام کے واسطے مختار کر کے جو سند مختاری کی لکھدیجاے تو اُسکو مختارنامہ کہتے ہین اور اُسکے اختیارات کیواسطے حد و حصر مقرر نہین

مثال اُسکی

ہم کہ رام چند مدعی زمیندار موضع بکھوی پرگنہ راٹھ ضلع کالپی کے ہین جو اکثر مقدمے ہمارے عدالت دیوانی مین دائر مین اور دائر ہونے والے ہین اسواسطے ہمنے متعدد کی خبرگیری اور پیروی کے واسطے لالہ سنالال کو

مختار اور اپنی ذات کا قائم مقام کیا اقرار کرتے ہین کہ مختار مسطور ہمارے مقدمات مین جو کچھ سوال اور جواب کرے اور جو دلیل دستاویز گذرانے اور کسی کو مقرر کرے اور جو روپیہ خزانے مین داخل یا ہمارا وصول کرے وہ سب ہمکو مثل کیے ہوے اپنی ذات کی قبول اور منظور ہے فقط المرقوم فلان سنہ فلان

وکالت نامہ

مثل مختار نامے کی ہے فرق اسمین اسیقدر ہے کہ مختار ہر شخص ہو سکتا ہے جو شخص کسی محکمے مین حاکم کی جانب سے مختاری کے عہدے پر مقرر ہو وہ بھی اور سوا اسکے اور بھی مقدمے والا اپنی طرفسے جسکے نام سند مختاری لکھدے اُسے مختار نامہ کہتے ہین اور وکیل کچہری کے حاکم کیطرف سے وکالت کے عہدے پر متعین ہوتے ہین اُسمین جب کسیکے نام سندِ وکالت لکھی جاے اُسکو وکالت نامہ کہتے ہین یہ سند سوا اُن لوگون کے نام کے نہین ہو سکتی محنتانہ وکیل کا جو عدالت سے مقرر ہے حال رواج کے موافق دینا پڑتا ہے یا وعدہ کرکے راضی کرتے ہین اور وکیل کرنیوالے کو موکل کہتے ہین

مثال اسکی

ہم کہ میر حسین علی مختار سید نور الدین مدعی علیہ کے ہین جو مقدمہ شیخ حسین بخش مدعی کا سید نور الدین مدعی علیہ کے نام واسطے دلا پانے دس ہزار روپے قرضے کے عدالت دیوانی ضلع آگرہ مین دائر ہے اسواسطے ہمنے اپنے نام کے مختار نامے کے ذریعے سے مولوی امان علی کو مدعی علیہ کی طرفسے بعد ادا کرنے کل محنتانہ یا کل محنتانہ کے ادا کرنیکا اقرار کرکے وکیل مقرر کیا اقرار کرتے ہین کہ مشار الیہ جو کچھ سوال وجواب کرے اور دلیل دستاویز گذرانے وہ سب ہمکو مثل کیے ہوے اپنی ذات کی قبول و منظور ہے فقط

سرخط

اندنون اکثر تو اُسے کہتے ہین جو کوئی کسیکا مکان کرایہ کو لیکر دستاویز اُسکی لکھدے یا ادنیٰ قسم کے لوگونکو نوکر رکھے اُن کی نوکری کا کاغذ لکھے مثال اسکی

سرخط لالہ منگل سین گماشتہ اودے چند مہاجن کے نام جو ہمنے ایک قطعہ مکان واقع قلعہ جوہری بازار کہ

لالہ منگل سین گماشتہ ادا دیتے چند مہاجن سے بیس روپے ماہواری پر کرایہ لیا اقرار کرتے ہیں کہ کرایہ مقرری بلا عذر و تکرار ماہ بماہ پونہچاتے رہین اور مرمت شکست و ریخت مالک مکان کی ذمے ہی اور جو ہم کوئی قطعہ یا اور کمرہ مکان کا اپنے آرام کے واسطے بنا دین اور اپنی خوشی سے اس مکان کو چھوڑنے کا ارادہ کرین تو اُس اپنے بنائے ہوئے قطعہ کی قیمت کا مطالبہ نکرین اور جو مکان کا مالک ہمارے اُٹھانیکا ارادہ کریگا تو دو مہینے پیشتر سے اطلاع کریگا اور بنائے مکان کی قیمت موافق نرخ بازار کے ادا کریگا فقط المرقوم ۲۷ رجب ۱۲۵۴ ہجری العبد

	پٹہ	

سرکار کو جو زمیندار گانوکی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی کی بابت یا سرکار یا زمیندار گانون یا کسی قدر زمین کا محصول مقرر کرکے کسیکو اجارہ دے اور دستاویز لکھدے تو اُسکو پٹہ کہتے ہیں اور دوسری قسم کے سکو اجارہ اور ٹھیکہ اور اِس اجارہ دینے والے کو مجیر اور لینے والے کو مستاجر اور ٹھیکہ دار کہتے ہیں پھر مستاجر اگر اپنا نفع کچھ ٹھہراکر دوسرے شخص کو اجارہ دے تو اُس معاملے کو شکمی بولتے ہین مثال اُسکی

قول و قرار

پٹہ پیرخان ولد جیون خان کاشتکار ساکن محلہ دریا آباد کے نام فتح علی بیگ نمبردار مالگزار حصہ دار چہارم موضع ریوتی پور پرگنہ سرسا ضلع فیروزنگر کی طرف سے یہ کہ جو موازی ایک بیگہ اراضی مزروعہ نمبر چوبیس واقع موضع ریوتی حسب درخواست پیرخان مسطور کے عوض مبلغ پانچہزار روپے سالانہ زر پھیج کے ہمیشہ کے واسطے نامبردہ کی کاشتکاری مین دیگئی اِس اقرار سے کہ نصف زرپھیج فصل خریف اور نصف فصل ربیع مین موی الیہ مجھ نمبردار کو ادا کرتا رہے اور اگر موی الیہ زرپھیج کی بروقت ادا کرنے مین عذر کرے تو مجھ نمبردار کو اختیار ہی کہ بضابطہ سرسری اُسکے نام نالش کرکے زرپھیج وصول کرون اور اُسوقت مین یہ بھی اختیار ہی کہ اُسکو بیدخل کردون اور جب تک موی الیہ قول و قرار کو موافق زرپھیج کو ادا کرنی مین قاصر نہو تب تک مین اُسکو بیدخل نہ کرون اِسواسطے یہ چند کلمے بطریق پٹے کے لکھدیے کہ حاجت کے وقت کام آوے فقط المرقوم فی التاریخ سنہ

واضح ہو کہ یہ طرز تحریر پٹے کا حال مین مناسب ہے جبکہ جانب اعلیٰ سے طرف ادنیٰ کے ہو اور جب

جانب ادنی سے طرف اعلی کے ہو یا طرفین کا درجہ برابر ہو تو مثل اقرار نامے کے مین کہ فلان اور
فلان - کرکے لکھنا مناسب ہے لیکن اخیر مین لفظ پٹہ کی تحریر یہ اُس مین بھی ہو گی -

قبولیت

رعیت یا مستاجر یا کاشتکار جو دستاویز قول و قرار کی زمیندار یا ٹھیکہ دار یا زمیندار سرکار کو
لکھدے اُسکو قبولیت کہتے ہین مثال اُسکی

مین کہ پیر خان ولد جیون خان ساکن محلہ دریا آباد کا ہون جو مین نے موازی ایک بیگھہ اراضی مزروعہ
نمبر چوبیس واقع موضع ریوتی پرگنہ سارا ضلع فیروزنگر فتح علی بیگ نمبردار مالگزار حصہ چہارم
موضع مذکور کی طرف سے اپنی کاشتکاری مین لی اس اقرار سے کہ نصف زر پیج فصل خریف اور
نصف فصل ربیع مین نمبردار کو ادا کرتا ہون اور اگر زر پیج کے بروقت ادا کرنے مین قاصر ہون
تو نمبردار کو اختیار ہے کہ بضابطہ سرسری میرے نام نالش کرکے زر پیج وصول کرے اور اس
مین پھر بھی اُسکو اختیار ہوگا کہ مجکو بیدخل کردے اور اراضی میرے قبضے سے نکال لے اسواسطے
یہ چند کلمہ بطریق قبولیت کے لکھدیے کہ عند الحاجت کام آوے فقط المرقوم

ضامنی

کسیکی طرفسے جو کسی بات یا کوئی چیز کے واسطے ذمہ داری اپنی لکھدے تو اُسکو ضامنی اور لکھنے
والیکو ضامن کہتے ہین اور اُسکی کئی قسمین ہین اگر کسی قدر زر معینہ کا ذمہ دار ہو کر دستاویز لکھی ہے تو
مال ضامنی ہے اور اگر اس شرط سے لکھدی کہ جسقدر فلان شخص تصرف کرجاے ہم اُسکو ادا کرینگے
تو اُسکو تصرف ضامنی کہتے ہین اور یہ آپس مین ہوتی ہے یا عدالت مین کسیکی خرچے وغیرہ کی ذمہ داری
کی جاتی ہے اور اگر کسیکے حاضر کرنے کا ذمہ لیا ہے تو حاضر ضامنی اور اگر کسی کام کی ذمہ داری کی ہے
تو فعل ضامنی ہے ہر ایک تحریر کا طور ایک ہی مثال سے واضح ہوگا مثال اُسکی

ہم کہ ٹھاکر نجبا و رسنگھ زمیندار موضع کھریا پرگنہ جاجمئو ضلع کانپور کے ہین
جو مسمی زور آور سنگھ ہمارے پٹی دار نے ڈگری داخلت قطع باغ واقع موضع بسولی کی ضلع
حاصل کی اور اُسکے اجرا کا حکم بعد لینے تصرف ضامنی کے صادر ہوا اسواسطے ہم بابت تنفیذ ڈگری
بلا شرط حیات اور ممات کے ضامن ہوکر اقرار کرتے ہین کہ اگر نامبردہ عدالت صدر سے ہار جاے
توجسقدر تصرف اُسکا ثابت ہوگا ہم بلا عذر ادا کرینگے ہم اور ہمارے وارثون کو کچھ عذر نہوگا اور
موضع کھریا اپنی جائداد کو اس ضامنی مین مکفول کرتے ہین جبتک مقدمہ عدالت صدر سے فیصل ہو
اُسکو بیع خواہ رہن وغیرہ کے ذریعے سے کہین منتقل نکرینگے یا یون لکھے کہ ٹھاکر زور آور سنگھ ہمارے
پٹی دار نے جو دو سو روپے لالہ رام رتن مہاجن سے قرض لیے ہین ہم ذمہ کرتے ہین کہ اگر وہ ادا
نکریگا ہم لاکلام ادا کرینگے یا لکھا جاے کہ جو زور آور سنگھ ہمارا پٹی دار جوے کی علت مین ماخوذ ہے
اور اُس سے فعل ضامنی یا حاضر ضامنی طلب ہے اسواسطے مین مقر اقرار کرتا ہون کہ نامبردہ
کبھی کوئی حرکت ناشایستہ نکریگا اگر کرے تو مین اُسکے عہدے سے جوابدہی کرونگا یا یہ کہ مین
اُسکو حاضر کر دونگا اگر حاضر نہ کرسکون تو اُسکے عہد کا جوابدہ ہونگا فقط المرقوم

عاریت نامہ

اگر کسی سے کوئی چیز ایک زمان معین کے واسطے مانگ لیجاے اور اُسکی دستاویز لکھنی ہو تو اُسکو عاریت نامہ
کہتے ہین اسمین خاص عاریت کا مضمون لکھا جاتا ہے نہین تو حال اُسکا مثل حال اقرارنامے ہے اور اسیطرح
اگر کچھ زمین گھر بنانیکے واسطے کسیقدر روپیہ بطور ماہانہ یا سالانہ ادا کرنے یا اُسکی عوض کچھ حق مقرر کرنیکی شرط پر
لیجاے تو اگر دستاویز اُسکی خود ہی کیجاتی ہے تو اُسکو اقرارنامہ اور عوام کیجانب سے ہے تو رعیتی نامہ کہتے ہین

امانت نامہ

اگر کسیکی کوئی چیز اپنے پاس رکھکر دستاویز لکھدے تو اُسکو امانت نامہ کہتے ہین دونون کا حال
ایک ہی مثال سے واضح ہوگا مثال اُسکی

بعد کہ اللہ یار خان رسالدار پاکریم اللہ جمعدار ساکن ضلع الہ آباد کے ہین جو ہمنے ایک فرد پیشوا زلکی دو حویلی کیواسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے مستعار لی ہے اسواسطے یہ عاریت نامہ لکھدیا یہ کہ ہم مقرنے قطعہ زمین چار بیگہ سالانہ کے وعدے پر گھر بنانے کیواسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے لیکر حویلی بنائی اور سکونت اپنی اختیار کی اسواسطے یہ رعیت نامہ لکھدیا فقط المرقوم

تملیک نامہ

اپنی ملکیت کی چیز جو کوئی کسیکو دیکر اُسکو مالک کر دیتے ہین اسکی دستاویز جو لکھی جاوے وہ تملیک نامہ ہے اور اسیطرح اگر کسیکو مسجد کا متولی یا درگاہ یا خانقاہ کا مہتمم قرار دیکر سند لکھی تو اُسکو تولیت نامہ کہتے ہین مثال اسکی صرف اسیقدر کافی ہے کہ جسطرح اوپر کی مثالون مین لکھا گیا مقر کا نام لکھکر یون لکھے کہ جو ہمنے قطعہ باغ واقع موضع دولت پور کہ محمد وزیر خانسامان کو دیکر اُسکو ہر طرح مالک و مختار کر کے یہ تملیک نامہ لکھدیا یا ملا حسین اکبر آبادی کو مسجد یا خانقاہ کا متولی اور مہتمم قرار دیکر یہ تولیت نامہ لکھدیا فقط

رسید

کچھ روپیہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز لکھدے اُسکو رسید کہتے ہین اور یہ رسید یا تو اُنھین دستاویزون کے طور پر لکھی جاتی ہے یا رقعے کی طور پر مثال اُسکی بعد لکھنے نام مقر کے لکھا جائیگا کہ سو روپیہ فلانی بابت ہمکو زید سے وصول ہوے اسواسطے یہ رسید کرادی اور رقعے مین بعد القاب کے لکھا جائیگا کہ دو شالہ جو آپنے مجھکو خدمتگار کے ہاتھ بھیجا تھا سو پہونچا

قبض الوصول

مثل رسید کے ہے لیکن جو تنخواہ یا اور کوئی وجہ معین مثل ششماہی یا سالانہ کے وصول کا اقرار لکھا جاتا ہے اکثر اُسی کو قبض الوصول کہتے ہین مثال اسکی مقر کا نام لکھکر اسطرح لکھے پانسو روپیہ بابت مشاہرہ شہر ربیع الاول یا بابت ششماہی خواہ سالانہ مقرری کے

بدہ سین تحویلدار سرکار کی تحویل سے ہمکو وصول ہوے اسواسطے یہ قبض الوصول لکھدیا گیا

فارغخطی

کسی سے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپیہ سب باقی ادا کر کے دستاویز لکھائی جاے
یا اپنے نوکر سے حساب سمجھکر دستاویز لکھدی جاے تو اسکو فارغخطی کہتے ہین مثال اسکی
مُقر کا نام دستور معینہ کے موافق لکھکر یون لکھی جاتی ہے کہ جو مبلغ اور زر ہے لین دین کی بابت جسقدر
تھا آج اسکے مقابلے مین سب حساب طے ہو کر دو سو تراسی روپیہ [illegible]
ہمارا اسکے ذمے واجب نکلا اور مشار الیہ نے سب دام دام ادا اور بیباق کر دیا یا یہ کہ جو خرچ ہمارا [illegible]
کے ہاتھ سے اٹھایا جاتا تھا آج نامبردہ سے حساب سمجھ لیا گیا کچھ اسکے ذمے باقی اور کسی طرح کا تعلق [illegible] اسکا ثابت
نہوا اسواسطے یہ فارغخطی لکھدی گئی اور نوکر کے واسطے جو یہ دستاویز لکھی جاتی ہے اسکو صفائی نامہ بھی کہتے ہین

راضی نامہ

کوئی کسی پر نالش کرے اور پھر کسی طرح راضی ہو کر جو دستاویز لکھدے تو اسکو راضی نامہ کہتے ہین لیکن
جو اس نالش سے دست بردار ہو کر آپ سے آپ باز آوے تو اسکو باز نامہ کہتے ہین مثال اسکی
بعد لکھنے نام مُقر کے اسطرح لکھتے ہین کہ جو ہمنے واسطے دلا پانے تین سو [illegible] روپے اصل مع سود تمسکی کے
مدعی علیہ پر نالش کی تھی اور مدعی علیہ نے ہمکو کچھ نقد جنس دیکر راضی کیا اسواسطے یہ راضی نامہ لکھدیا
اور کبھی ایسے مضمون کو سوال مین لکھکر جہان مقدمہ دائر ہوتا ہے گذرانتے ہین

صلحنامہ

مثل راضی نامے کے ہے لیکن دونون مین اتنا فرق ہے کہ راضی نامہ مین ہو سکتا ہے کہ مدعی آپ سے راضی ہو گیا
یا مدعی علیہ نے راضی کر لیا ہو اور صلحنامہ جبتک دونون ملکر صلح نکرین نہین ہو سکتا مثال اسکی
بعد لکھنے نام مُقرونکے یون لکھتے ہین جو مقدمہ ہمارا بابت تکرار استقرار [illegible] موضع بھوانی پور پرگنہ [illegible]

عدالت دیوانی ضلع ... میں زیر تجویز تھا ہم فریقین نے اسطرح صلح کرلی کہ مین رام سنگھ مدعی موضع بیہ دخل پاکر واصلات ... سے دست بردار ہوا اور مین نرائن رائو مدعی علیہ مدعی کو بلا عذر ... پر قابض کر دونگا اسواسطے یہ صلحنامہ لکھدیا کہ آیندہ کو کام آوے

فیصل نامہ

ہر چند کہ حاکم جس مقدمے کو فیصل کرے وہ بھی فیصلنامہ ہے لیکن اب جو پنچ لوگ قضیہ چکاکر فیصل کرتے ہین اُسکو فیصل نامہ ثالثی کہتے ہین اگرچہ مضمون اُسکا مع حقیقت حال مقدمہ کے بھی ہوتا ہے لیکن حاصل مطلب لکھنے کا طرز یہ ہے **مثال اُسکی**

فیصلنامہ ثالثی لکھا ہوا رام دین موکل ور بندرابن تواری اور پنڈت کالکا پرشاد ثالثون کا واقع تاریخ پہلی اکتوبر ۱۸۶۵ع حال یہ ہے کہ مقدمہ اُجاگر مدعی اور رحیم سین مدعی علیہ کا بابت تکرار حساب منافع مالگزاری کے عدالت مین درپیش تھا اور طرفین نے اقرار نامہ ثالثی کا عدالت کے سامنے لکھکر ہملوگون کو ثالث مقرر کیا آج ہملوگون نے ایک جگہہ ملکر مقدمے کے سب کاغذات اور طرفین کی دستاویزات دیکھے ہماری تجویز مین مدعی کے دستاویزات کہ اُسپر خود مدعی علیہ کے حقیقی بھائی کے دستخط ہین اور گانون کا پٹواری بھی اُسکی تصدیق کرتا ہے صحیح اور دعوی اُسکا سچا معلوم ہوا اور مدعی علیہ نے سوائے دو چار چٹھیون کے کہ اُسپر مدعی کے دستخط نہین نہ خط اُسکا اُن چٹھیونکے خط سے ملتا ہے اور کوئی دستاویز یا دلیل کہ اُسکی رو سے بیان اُسکا درست معلوم ہو پیش نہین کیا اس صورت مین ہم ثالثون کے اتفاق سے یہ تجویز قرار پائی کہ مدعی کا دعوی بابت منافع مالگزاری کے مدعی علیہ پر واجب ہے اسواسطے یہ فیصل نامہ موافق حکم حضور کے لکھکر ارسال کیا جاتا ہے آیندہ جو حضور کی راے ہو فقط **واضح** ہو کہ کبھی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے عدالت سے ثالثون کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلا ذریعہ عدالت کی اپنے قضیہ کو تصفیے کیواسطے ثالثون کو سپرد کرتے ہین تو اُسکے فیصلنامے مین کسی حاکم کی حضور مین فیصلہ بھیجنے کا ذکر نہین آتا فقط

وصیت نامہ

اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو انتقال حکم دے کہ بعد میرے
اس کام کو یون کیجیو اس مال کو یون دیجیو تو اسکو وصیت کہتے ہین اور جو اسکا کاغذ لکھا
جاتا ہے تو اسکو وصیت نامہ کہتے ہین مثال اسکی

جو ظاہر ہے کہ حیات مستعار کو کچھ اعتبار نہین ہے اور ہر عاقل کو دوربینی اور عاقبت اندیشی کے
اقتضا سے تکمیل اُن مطالب کی جسکا سرانجام پذیر ہونا بعد اپنے وفات کے دنیا اور آخرت کی صلاح کے
لیے منظور ہو اُسی حال واجبات سے ہے جبتک زبان اور قلم اُسکے اختیار مین ہے اسواسطے بندہ ضعیف
علی محمد خان ولد فرزند علیخان ساکن محلہ کٹرہ ارادتخان منجملہ محلات شہر فیروزآباد اپنے ہوش و حواس
مین رضا و رغبت سے بدون زور اور زبردستی کرنے سے کسی شخص کے یہ وصیت کرتا ہے کہ منجملہ دیہات ملکیت
اور مالگزاری مملوکہ اور مقبوضہ میرے کی چک طوبی آراضی معافی واقع سواد موضع فرخ نگر متعلقہ پرگنہ
رسولآباد جمع ایک سو نوے روپے سالانہ کو مین نے واسطے اخراجات ضروری مسجد محلہ کٹرہ
ارادتخان کے جو تعمیر کی ہوئی راقم کی ہے اور جسکے اخراجات کی کفایت میری زندگی تک جسمی متعلق
رکھتی ہے مقرر کیا بعد میرے محاصل اراضی مذکور کا شیخ قادربخش کے نام سے جو میری جانب سے متولی مسجد
ہذا کے مقرر ہین اور میرے معتمد علیہ ہین مسجد مذکور کے مصارف ضروری سے متعلق رہیگا اور اسمین میرے
وارثونکو کسیطرح کے تعرض کا اختیار نہین ہے میرے وارثون کو لازم ہوگا کہ محاصل چک مذکور
اور بروقت معین کے وصول کرکے متولی مذکور یا بعد اسکے جو متولی کہ برضامندی میرے ورثا کے
مقرر ہوگا پونہچایا کرین اور اگر اس بات مین اُنکی جانب سے کچھ اغماض و انحراف ہو تو متولی یا نمازیون
کی نالش پر حاکم وقت کیطرف سے اعانت حاکمانہ اسمین لازم ہوگی اور اُس صورت مین متولی کی
تقرر مین اہل محلہ کو اور اہل محلہ کے اختلاف کی صورتمین حاکم وقت کو اختیار ہوگا اور منجملہ محاصل مذکور
کے دس روپے مشاہرہ حق متولی ہوگا اور باقی ضروریات مسجد کے صرف مین آویگا اسواسطے یہ چند کلمے
بطریق وصیت نامے کے لکھے گئے اور نقل اُسکی بھی رجسٹر مین داخل کرکے حوالے متولی حال مسجد کے

کیلیئے کہ عند الحاجت کام مین آوے المرقوم

	تقسیم نامہ	

اگر دو یا کئی شریک شرکت کا مال آپ یا قاضی اور حاکم کے حکم سے بانٹ لیین بعد کاغذ اسکا لکھا جاے تو اُسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے ہین

	مثال اُسکی	

ہم کہ سید دلدار حسین اور سید مظفر حسین دونون بیٹے سید اشرف حسین زمیندار او رساکنان موضع اشرف نگر پرگنہ سکندرہ ضلع مظفر نگر کے ہین جو موا ضع ریوتی او رکھر دوہر یہ او اشرف نگر او رشیر پورہ واقع پرگنہ مذکور مکانات او رباغات وغیرہ جو اُن موضع مین واقع ہین ملکیت مورو ثی ہم دونون بھائیونکی ہے اور اب مصلحت وقت دیکھکر آپس کی رضامندی سے یہ بات قرار پائی ہے کہ دیہات مذکور مع مکانات او رباغات کے نصف نصف آپس مین تقسیم ہوجائین اور آئندہ کوئی خرخشہ اور نزاع باقی نرہے اسواسطے کل جائداد وغیرہ بعد مساوی کرنے اُسکی لیت کے او پر دو تفریق کے اسطرح پر تقسیم کی گئی کہ کل موضع ریوتی او رشیر پورہ مع مکان او رباغ وغیرہ جو اُسمین واقع ہیں او رنصف موضع اشرف نگر جو متصل او پر دو تھوک کے ہے اور حد فاصل ان دونون تھوک مین سڑک سرکاری واقع ہے تھوک پورب مجھہ دلدار حسین کے حصّے مین اور موضع کھر دوہر یہ مع مکان او رباغ وغیرہ جو اُسمین واقع ہے او رتھوک پچھّم موضع اشرف نگر مجھہ مظفر حسین کے حصّے مین دیا گئی اور حویلی سکونت قدیم واقع اشرف نگر جو تھوک پچھّم مین واقع ہی بلا تعرض مجھہ دلدار حسین کے کہ مین نے سکونت اپنی موضع ریوتی مین اختیار کی مجھہ مظفر حسین کے قبضے مین رہی اور مطابق اس تقسیم کے کلکٹری مین سوال دیکے نام ہر ایک کا ہم مین سے حسب تقسیم مذکورہ بالا کے جداگانہ خانہ ملکیت مین داخل کرادیا جاوے اور مالگزاری موضع اشرف نگر کی سرکار مین یکجا ادا کیجائیگی اور ایک ایک فرد اس تقسیم نامے کی جو او پر دو کاغذ جداگانہ کے مرتب ہوئی ہم دونون کے پاس رہینگے او رہم مین سے کسیکو ہمارے وارثون کو خلاف شرائط مندرجہ

اس تقسیم نامے کے اعتبار بعرض تحدیگر شدہ گا اسواسطے یہ چند قطعے الطرفین [illegible] تقسیم نامے کے لکھدیئے
کہ حاجت کے وقت کام آویں۔ المرقوم فلان سنہ فلان

واضح ہو کہ ان دستاویزات کے نمونے میں صرف طرز تحریر دستاویزات مندرجہ [illegible] کا ظاہر کیا ہے لیکن شرائط ہر قسم دستاویزات و بیان انواع مطالب کا اُنمیں موقوف اوپر صورت اور معاملات خاص کے ہے اور حصر اسکا ممکن نہیں ہے مبتدیونکی تعلیم کے واسطے اس قدر کافی ہے کہ ان مثالوں کو دیکھکر ہر قسم کی دستاویز میں ہر طرح کا مطلب ادا کر سکتا ہے کچھ بھی [illegible] کام [illegible] دستاویز والا کی تحریر سے واقفیت ہونا ثابت ضرور ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ ان دستاویزوں کی مثالوں کی نسبت ہرگز نہ سمجھی جاوے کہ کتاب مجمع نواب معلّی القاب دام اقبالہ کے ارشاد کے موافق لکھی گئی تو یہ دستاویزات بطور دستور العمل کے ہونگے یعنی اگر کوئی دستاویز موافق اسکے نہ ہوگی تو صحیح متصور نہو گی سو ایسا نہیں ہے بلکہ یہ مثالیں صرف واسطے دریافت کیفیت طرز تحریر کے لکھدی گئی ہیں

خاتمہ

الحمد للہ کہ اس فقیر خاکسار نے جو ایک دستہ یکرنگ اور یکتا سراپا لطف مشتمل [illegible] فضل و کمال [illegible] حسن و جمال صاحب علم و ہنر جوہر فخر ہر فرد بشر سرآمد منشیان جہاد [illegible] شیرین گفتار مخزن لیاقت و قابلیت معدن فصاحت و بلاغت بے نظیر مشیر صاحب تدبیر کریم ابن کریم محب و محبوب شہید انیم شیرازہ کتاب موز معانی گلدستہ بہار سخندانی [illegible] ریاحین بے بوٹا یک دل صاف طینت صفا طبیعت جناب منشی غلام غوث صاحب ادام اللہ لطفہم کے توسل سے بحکم جلیل القدر قدر افزائے اہل ہنر بحر ناپیدا کنار شوکت و شان ابر گوہر بار مکرمت و احسان جو ہر [illegible] مقصود واسطے پیوند اتحاد عدل وجود صاحب سیف و قلم عزت چتر و علم بحر کرم ابر ہمم آفتاب حشم ہمایون شیم غیاث عالم وزیر اعظم دستور مکرم عالی مرتبت و الامنزلت ارسطو فطرت سکندر صولت فریدون حشمت افلاطون حکمت جمجاہ خورشید کلاہ رعیت پناہ کیوان بارگاہ جناب نواب مستطاب آنریبل

جیمس ولیم اسٹن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہم

کی فرمایش پہنچے ڈرتے لی تھی سو اُسکا انجام بخوبی ہوگیا اور حق تعالیٰ نے ہمکو اور ہمارے دوست
کو سرخرو فرمایا ہر چند کہ یہ مختصر اُس سرکار والا اقتدار مین جیسے سلیمانؑ کے تخت کے سامنے ایک
چیونٹی کا پر اور دریا کے سامنے مین ایک قطرے سے بھی کمتر ہے آفتاب کے روبرو مشعل جلانا ذرّے کو
چمکانا اور مہتاب کو کتان کا جامہ پہنانا یا آئینہ دکھانا اور ختن مین مشک نافہ لیجانا اور بہشت مین ایک
پھول کی پنکھڑی کا پہنچانا ہے لیکن اس لحاظ سے کہ سلیمانؑ نے چیونٹی کی دعوت قبول فرمائی اور
دریا نے قطرے کی آبرو بڑھائی آفتاب ذرے کو ہمدم بننے چھوڑتا اور ماہ کتان کے منہ نہین
موڑتا ختن سے مشک کی ناموری اور بہشت سے پھول کی جلوہ گری ہے امید وار ہون کہ یہ نذر قبول
اور کتاب لائق قبول ہوچارون باب اسکے اگر نظرِ عنایت سے دیکھے جائینگے تو معنا مین اُسکے ہر شش
جہت مین خوشی کی نوبت بجائینگے چاروں طرف اسکی دھوم ہوجائیگی اور قبولیت اُنکی شہرت میری
عزت کا شہرہ بڑھائیگی اگرچہ چار باب کی یہ ایک کتاب ہے لیکن حقیقت مین ہر ایک باب علیحدہ ایک
کتاب ہے یعنے چارون باب مین سے جس بات کی تعلیم منظور ہو تو اسی بات کا ایک باب اور سب باتون کا
سیکھنا منظور ہو تو ساری کتاب پڑھائی جاوے اور بڑے فخر اور نازش کا مقام یہ ہے کہ نواب
مستطاب معلی القاب دام اقبالہم کے حضور فیض گنجور سے جو یہ کتاب واسطے دریافت کرنے صحت اور سقم
اور حسن و قبح کے حاکم عالی منصال قدردان اہلِ کمال معدنِ اخلاق و مروت مخزنِ اشفاق و فتوت
آسمانِ شانِ جلالت و برتری کوہِ شکوہِ عدالت و سروری آبروی بحر ہمت و سخا و آئینہ آئینِ صفات
وصفا گوہر دُرج جود و بخشش اخترِ برج دانش و بینش الاگہر بلند اختر صاحب جوہر ہنر و اہل ہنر پرور
جناب ولیم میور صاحب بہادر اسکو ایر دام دولتہ کے پاس آئی تو حاکم ممدوح نے
قدردانی کی راہ سے بہت پسند فرمائی ہر مقام کو نظرِ عنایت سے ملاحظہ فرمایا اور محنت کی داد دیکر
تحسین و آفرین سے مصنف کا رتبہ بڑھایا خدا ایسے حاکم منصف اور قدردان کو سلامت رکھے کہ اہل ہنر
کی عزت بڑھاتے ہین اور شرفا کی پرورش فرماتے ہین بس اس کتاب کے خاتمے کو دعائے خیر پر ختم کرتا ہون

الٰہی جبتک آفتاب کے ہاتھ مین چتر اور علم آسمان مین خم ہے ممدوح عالی جاہ کے اقبال کا خیمہ بلند اور مستحکم اور دولت کی گردن آستان دولت نشان پر خم رہے فقط

تمت

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ انشای [illegible] باہتمام [illegible] محمد [illegible] کے اہتمام سے مطبع احتشامی کانپور کے بطبع شیخ ولایت علی مرحوم مین ۶ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ کو زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر مطبوع طبائع شائقان ہوئی